

جلد 24 شماره 7 ماه اگست 2022ء محرم الحرام 1444ھ



ماہنامہ
فلاحِ آدمیت

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا تعارف اور اغراض و مقاصد

- ◆ سلسلہ عالیہ توحیدیہ ایک روحانی تحریک ہے جس کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق خالص توحید، اتباع رسول، کثرت ذکر مکارم اخلاق اور خدمت خلق پر مشتمل حقیقی اسلامی تصوف کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔
- ◆ کشف و کرامات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان اور اس کی رضا و لقاء کے حصول کو مقصود حیات بنانے کا ذوق بیدار کرنا ہے۔
- ◆ حضور ﷺ کے اصحاب کی پیروی میں تمام فرائض منہی اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے روحانی کمالات حاصل کرنے کے طریقہ کی ترویج ہے۔
- ◆ موجودہ زمانے کی مشغول زندگی کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نہایت مختصر اور سہل العمل اور ارادہ وادکار کی تلقین۔
- ◆ غصہ اور نفرت، حسد و بغض، تجسس و غیبت اور ہوا و ہوس جیسی برائیوں کو ترک کر کے قطعاً سوا اللہ، حلیم و رضا عالمگیر محبت اور صداقت اختیار کرنے کو ریاضت اور مجاہدے کی بنیاد بنانا ہے۔
- ◆ فرقہ واریت، مسلکی اختلافات اور لا حاصل بحثوں سے نجات دلانا۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی اہمیت کا احساس پیدا کر کے اپنی ذات، اہل و عیال اور احباب کی اصلاح کی فکر بیدار کرنا ہے۔
- ◆ اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور ملت اسلامیہ کی بہتری کی نیت سے دعوت الی اللہ اور اصلاح و خدمت کے کام کو آگے بڑھانا ہے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں قلبی فیض کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی محبت بیدار کرنا اور روحانی توجہ سے ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔

بیاد
خواجہ عبدالحکیم انصاری
بانی سلسلہ



محمد صدیق ڈار
بانی فلاح آدمیت

عالمگیر محبت اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کے لیے

مجران و مرپرست اعلیٰ: جناب محمد یعقوب توحیدی شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ
0344-9000042

مجلس اعلان

خالد مسعود، وحید احمد پیر خان
حافظ محمد یسین، عبدالقیوم ہاشمی
پروفیسر محمد شبیر شاہد ہوتوانی
ماجد محمود توحیدی

احمد رضا خان
0321-6400942

شہزاد محمود بخاری
0301-7430525

سید رحمت اللہ شاہ
0333-4552212

مدیر

معاون مدیر

نائب مدیر

ترسیل: فقہ محمود، محمد ریاض

شیخ سلسلہ و مدیر سے رابطہ

مرکز تعمیر ملت (ڈاکخانہ سیکنڈری بورڈ) وحید کالونی کوٹ شاہاں گوجرانوالہ
Ph: 055-3411030 ای میل: info@tauheediyah.com
Website www.tauheediyah.com

پبلشر حامد رشید انصاری نے معراج دینی پریس ٹرسٹ کراچی لاہور سے چھپوا کر مرکز تعمیر ملت، ای بی روڈ گوجرانوالہ سے شائع کیا

سالانہ فنڈ - 300/- روپے



قیمت شمارہ - 30/- روپے

اس شمارے میں

| صفحہ نمبر | مضمون | صفحہ نمبر |
|-----------|--------------------------|-----------------------------------|
| 1 | مولانا فضل الرحیم | دینی جذبہ |
| 4 | سید رحمت اللہ شاہ | فقہ شیعہ پر وہ فکا |
| 11 | عبد القیوم ہاشمی | عبدالغفور ہمساری کی بصیرت کا مقام |
| 19 | عمر خان توحیدی | زندگی کا حاصل قرآن سے تعلق |
| 25 | ڈاکٹر غلام جیلانی بریلوی | قد فرج |
| 28 | قاری محمد طیب قاسمی | مقتصد دیات |
| 33 | حمید اللہ شاہ ہاشمی | اسلام کا شعور اخلاقی |
| 44 | محمد مہدی عبادتی اصری | جالال اور حرام کا اخلاقی تصور |
| 52 | ڈاکٹر ملک غلام محمد نقوی | توبہ کی حقیقت |



درس حدیث: قول و فعل میں تضاد (مولانا فضل الرحیم)

﴿عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَ لِبِهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالصًا وَمَنْ كَانَتْ لِبِهِ خِصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ لِبِهِ خِصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدْعُوهَا أَوْ تَمُنَّ نَحْوَهُ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ﴾ O (متفق عليه)

ترجمہ :- "حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص میں چار باتیں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چاروں باتوں میں سے کوئی ایک بات پائی جائے، اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، یہاں تک کہ اس خصلت کو چھوڑ دے اور وہ چار باتیں یہ ہیں جب امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے، بات کرے تو جھوٹ بولے، عہد کرے تو اسے توڑ دے، جھگڑے تو بدزبانی کرے۔"

احکام اسلام میں قول و فعل میں مطابقت کی اتنی اہمیت ہے کہ اس کی خلاف ورزی کو منافقت قرار دیا گیا اور نفاق کی مثالوں میں شمار کیا گیا۔

منافقت، منافق یا نفاق عربی زبان کے الفاظ ہیں جو لفظ نفاق سے بنتے ہیں، عربی میں نفاق دو معنوں میں سرائگ کو کہتے ہیں، اس لئے منافقت دو نسلے پن کو کہتے ہیں۔ اندر کچھ اور ظاہر میں کچھ اور، ظاہر و باطن ایک جیسے نہ ہوں تو اسے منافقت کہتے ہیں اور جس انسان کے اندر یہ بات اتر پائی جائے اسے دو رخ پایا و چہروں والا کہا جاتا ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق منافقت دو طرح کی ہوتی ہے ایک اعتقادی اور دوسری عملی، اعتقادی منافقت تو یہ ہے کہ کوئی انسان دل سے اسلام کی سچائی اور اس کے حق ہونے کو نہ ماننا ہو صرف زبان سے کہتا ہو کہ میں مسلمان ہوں۔ ایسے لوگوں کا تذکرہ سورۃ البقرہ کے دوسرے رکوع میں کیا گیا۔ ان کے قول و فعل میں تضاد تھا، جب ایمان والوں سے ملے تو کہتے کہ ہم ایمان لائے اور جب کفار کے پاس جاتے تو کہتے ہم تو ان کا مذاق اڑا رہے تھے، وہ حقیقت ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ایسے منافق حقیقت میں کالر سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔

دوسرے قسم کے عملی منافق ہیں جو دل سے اسلام کی سچائی اور اس کے حق ہونے کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اپنی انسانی کمزوریوں کی وجہ سے احکامات اسلام پر عمل کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ ایسے منافق کی اصلاح ہر بیت کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔

نفاق اور منافقت کو کیسے پہچانا جائے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے منافق کی چار نشانیاں بتائی ہیں اور فرمایا کہ اگر کسی شخص کے اندر ان میں سے کوئی ایک نشانی بھی پائی جائے تو اس کے اندر نفاق کی علامت پائی گئی۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اسکی خلاف ورزی کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب جھگڑے تو بدزبانی کرے، گالیاں بکے۔ ان سب چیزوں میں بنیادی چیز قول و فعل میں تضاد ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

"اے اہل ایمان! ایسی بات کہیں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو! اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات اچھائی ناپسندیدہ ہے کہ ایسی بات کہو جس پر عمل نہ کرو۔" (سورہ عفا بہت 2 و 3)

جو کام تم نے نہیں کرنا تو پھر اس کا دعویٰ کیوں کرتے ہو۔ انسان کسی کام کرنے کا دعویٰ کرنا ہے۔ دل میں کام کرنے کا عزم بھی ہونا ہے لیکن وہ کام کسی وجہ سے نہیں ہوتا تو پھر بھی انسان قول و فعل میں تضاد کا سرکب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اگر دل میں کسی کام کے کرنے کا ارادہ پختہ ہو پھر بھی نفس یعنی اپنی ذات پر اعتماد نہ کرے بلکہ یوں کہے کہ اِنِّ شَاءَ اللّٰہ میں یہ کام کروں گا یعنی اگر اللہ نے چاہا۔

قول و فعل میں تضاد کا ایک پہلو تو دعویٰ کا ہے اور دوسرا پہلو دعوت کا یعنی کوئی شخص دعوت و تبلیغ کا کام کرنا ہے وعظ و نصیحت کرنا ہے لوگوں کو بھلائی کا کام کرنے کی دعوت دیتا ہے لیکن خود نہیں کرنا یہ نفاق کی نشانیوں میں شمار نہیں بلکہ عملی کمزوریوں میں شمار کی جاتی ہے۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اِنِّ الْفَاطِیْہِیْنَ فَرَمَیْہَا: اِنَّمَا مَرْوِی النَّاسُ مَا لَبَوْا وَ تَضَعُوْا اَنْفُسَہُمْ : تم لوگوں کچھ نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، دعوت و تبلیغ کے کام میں یہ بہت بڑی کمزوری شمار ہوتی ہے اور اس کا منفی اثر یہ ہوتا ہے کہ دعوت کا صحیح اثر نہیں ہوتا۔ منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے بری حالت دو چہروں والوں یعنی منافقین کی ہوگی، معاشرتی تعلقات میں سب سے بڑا نقصان قول و فعل میں تضاد رکھنے والے کو یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص لوگوں کی نظروں میں گر جاتا ہے اور اس کی وقعت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لوگ اعتماد نہیں کرتے۔ قول و فعل میں مطابقت کی بہت فکر کرنی چاہیے تاکہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکے اور معاشرے کے مفرا دکھلا بھی اعتماد حاصل رہے۔

نقوش مہر و وفا

(فروغ مہر ذات قبیلہ بابا بھان محمد صدیق ڈار صاحب قوجہداری)

مرتب: سید رحمت اللہ شاہ

میرے بھائیو، میرے بیٹا! نا تم ہے۔ وقت ہے۔ اسی لئے اللہ نے دیا ہے۔

مہلت دی ہے۔ سورۃ الملک میں آتا ہے:

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا. (سورۃ الملک ۶۷-آیت ۲)

زندگی اور موت اس لئے پیدا کی ہے کہ تمہارا امتحان ہے۔ کون بہترین عمل کرتا ہے

کون فرسٹ آتا ہے۔ کون سیکند آتا ہے۔ امتحان کا نتیجہ نکلتا ہے تو سب کو یہی ہوتا ہے کہ کس

نے سارا سال کارکردگی کتنی کی؟ کیسا پڑھا؟ کتنی محنت کی؟ آج اس کا رزلٹ آئے گا۔

موت و حیات اللہ نے کہا کہ اس لئے بنائی ہے۔ یہ ہمارا ٹیسٹ ہے۔ آزمائش ہے کہ

اس وقت کو ہم کیسے طے کرتے ہیں۔

انسان کے علاوہ ہر مخلوق بندگی ہوتی ہے۔ وہ چھپا ہوا، عقل ہو، ہاتھی ہو، شیر ہو،

جو مرضی ہو، اللہ نے ان کی جوڑ پوٹی لگا رکھی ہے اس کو تبدیل نہیں کتے۔ جیسی زندگی لاکھ سال

پہلے تھی آج بھی ویسی ہے۔ لاکھ سال بعد بھی ایسی ہی رہے گی۔ یہی کھائیں گے،

یہی پیئیں گے، کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ لیکن انسان جو ہے اس کو آزادی دی ہے، اس کو عقل

دی ہے اس کو فراست دی ہے، اس کو عقل کا استعمال کی آزادی دی ہے، یہ خود اپنی عقل سے

فیصلہ کرے گا کہ کس راستے پہ چلنا ہے۔ پیغمبر ﷺ سے کہا کہ آپ بتادیں میری تعلیم ہے۔

مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے۔ یہ سب اللہ نے پیدا کیا ہے۔ مرو گئے پھر اعمال ہوں گے۔
بس یہ بتاؤ۔ کھینچ کے ان کو میں لانا۔ زبردستی نہیں کرنی۔ یہ عمل اپنی سوچ سے کریں گے۔

إِنَّا هَدَيْنَاكَ السَّبِيلَ إِنَّمَا حَسِبُوا أَنَّ هَٰذَا كُفْرًا وَإِنَّمَا كُفْرًا (سورۃ الانسان ۷۶- آیت ۳)

ہم نے تفصیل بتا دی ہے۔ آگے ان کا کام ہے کہ یہ کفر کا راستہ اختیار کرتے ہیں یا
شکر کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ اس پہ آ جاؤ۔ یہ ہمارا امتحان ہے۔ اس میں ہر انسان کا باری
باری امتحان ہے۔ تھوڑی ہے، زیادہ ہے، اچھی زندگی گزارو۔ طے کرنے میں دیر نہیں لگتی۔

ایک جنگ ہو رہی تھی۔ تلواریں کی جنگ آسنے سامنے ہوتی تھی۔ فوجیں آمنے
سامنے تھیں۔ دوسرے ایک کافر آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کے سلام کیا۔ کہا:
یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں مسلمان ہو جاؤں، جنگ لڑوں، اور میں شہید ہو جاؤں تو کیا جنت
میں جاؤں گا۔ فرمایا: ہاں بالکل جاؤ گے۔ جنت میں جاؤ گے۔ اس نے کلمہ پڑھا، مسلمان ہو
گیا۔ تھوڑی دیر بعد اُٹائی ہوئی اور وہ شہید ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: تم ایسا
بھائی دیکھنا چاہتے ہو جس نے نہ کوئی نماز پڑھی، نہ روزہ رکھا، نہ زکوٰۃ دی، نہ قربانی دی، نہ حج
کیا، نہ کوئی عمرہ کیا، وہ جنت میں چلا گیا۔ فرمایا: اس کو دیکھ لو۔ دس منٹ میں ہی کام پورا ہو گیا۔
راستہ یہ ہے۔ جب نیت کر لی تو راستہ دس منٹ میں طے ہو گیا۔ کوئی کام نہیں کیا۔ دس منٹ
میں ہی اپنی منزل پا گئے۔ اللہ کے پاس جنت میں داخل ہو گئے۔

نیت صحیح کر لیں، کوئی پتا نہیں کس وقت آ جائے۔ اللہ نے بھی کہا ہے کہ تو بہ جب
تک آخری وقت نہ آ جائے، فرشتے نظر نہ آنے لگ جائیں، جنت دوزخ نظر نہ آنے لگ
جائے، اس وقت سے پہلے جب بھی میرا بندہ پکارے گا، میرا در کھلا ہو گا۔ میں سارے گناہ
یکسر معاف کر دوں گا۔ کہی ہے اللہ کی رحمت۔ بندے کو تو نہیں پتا۔ اللہ سب جانتا ہے۔

کئی ہندسے ایسے تھے جو بالکل زندگی کے آخری دور میں آ کے بدلے۔ جتنا وقت تھا جنے۔ خاتمہ بالا ایمان ہو گیا۔ اللہ کہتا ہے کہ تو بہ کرد، میں سارے سال گلے پچھلے معاف کر دوں گا۔ ہمارے بابا جیؒ (حضرت خواجہ عبدالکیم انصاری صاحبؒ) کہتے تھے کہ جب کوئی انسان تو بہ کرے، جب بھی تو بہ کرے تو پھر دماغ سے بھول جاؤ کہ میں نے گناہ کیا ہے۔ یقین کر لو کہ معاف ہو گئے۔ پرانی کاپیاں انہوں نے پھاڑ دی ہیں۔ نئی کاپی دے دی ہے۔ یہ کوہری کاپی ہے، اب اس کا دھیان رکھنا۔ حج کر کے آئے تو حکم ہے کہ سارے معاف ہو گئے اب حج کو سنبھال کے رکھنا۔ نئی کاپی مل گئی ہے اس کو سنبھال کے رکھو۔ اب اس کو داندہ انہیں ہونے دینا۔ یہ نہ ہو کہ پھر وہی کام شروع ہو جائے۔ اس کو سنبھال کے رکھے۔ اب دوبارہ وہ نہ کرے۔ موت کا کیا ہوتا کہ کب آ جائے۔ بابا جیؒ کہتے تھے کہ بالکل اس کو بھول جانا چاہئے پھر خیال رکھو۔

ایک روایت مشہور ہے کہ ایک آدمی نے خانوے قتل کئے تھے۔ وہ موالوی کے پاس گیا کہ میں نے خانوے قتل کئے ہیں، میری بخشش ہو سکتی ہے؟ کہنے لگا: خانوے قتل۔ تو بہ تو بہ اب تو میرا کوئی چانس نہیں۔ اس کو بڑی مایوسی ہوئی کہ میں تو تو بہ کرنے لگا تھا، مجھے راستہ نہیں چاہیے اس نے اسے بھی قتل کر دیا کہ پلو Century پوری کر لیتے ہیں۔ بڑا پوچھا کہ اب کیا ہو سکتا ہے؟ کسی نے بتایا کہ کسی اللہ والے کے پاس جاؤ جو حضور ﷺ کی دعوت کا پیغام دینے والا ہو۔ اس کے پاس جاؤ۔ اسے نام اور بتایا گیا کہ فلاں جگہ ہے۔ یہ چل پڑا۔ اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ راستے میں ہی اس کی موت کا وقت ہو گیا۔ موت ہو گئی۔ فرشتے آ گئے۔ وہ زرخ والے بھی آ گئے اور جنت والے بھی آ گئے۔ وہ کہیں کہ ہمارا بندہ ہے، نیکی کی طرف جا رہا تھا، وہ کہیں کہ کام اچھا کوئی نہیں کیا یہ ابھر نہیں جاسکتا۔ انہیں کہا گیا کہ تم زمین ناچو۔

روپیہ کون دیتا تھا۔ مزدوری دیہاڑی و روپے ہوتی تھی۔ کسے لگے سائیں بچی تانا کہ آج کتنے پیسے کئے ہیں؟ اس نے کہا نہ دل نہیں رہے کہنے میں۔ فوراً اس فقیر سے کسے لگے کہ اللہ کے نام پر کئے ہیں ماں؟ کہتے کہ اللہ کا اسطرح سے سوناں کہ اللہ کے اگلے روز وہ فقیر کہنے لگا کہ ہاں۔ سے اسوں نے کہا کہ آج میری آمد سبک تھا کہ ہوتی ہے۔ مزدور سارا دن کسی پر کام کر کے بھی وہ روپے کما تا ہے تو نے دل روپے کما سے میں تو بھی اس میں سے اللہ کے نام پر کچھ دے دے۔ اللہ کے نام پر کما لئے ہیں تو تم بھی اس میں سے اللہ کے نام پر کچھ دے دو۔ اس نے تو سارا دن علم نہیں پاتا تھا۔ مولوی، پیر، فقیر سارے پنے و سے یا رہیں اللہ کے مات میں کچھ دیا نہیں ہوتا۔ دسویں میں بڑ گیا کہ مجھے یہ روپہ کس نے لگا رہا ہے؟ اس سے کہا کہ وہ۔ تم نے خدا کے نام پر کئے ہیں۔ کتنے سارے پیسے ہیں۔ تم سے اور کئی غریب میں کئی کو دے دو۔ بات اس کی سمجھ میں آگئی۔ ساتھ چھپڑوں کی دکان تھی۔ وہ روپے کی چھپڑیاں نہیں اس کے پورے سوے بہ روزگار سے تھے۔ اس کے پاس گیا کہ میں آج یہ تقسیم کر رہا ہوں، تم بچوں کے لئے لے جاؤ، دلے گئے۔ وہ فقیر بھر پوچھا کہ کیا کہ آج میں کون سی حرکت رہی ہو؟ سب نے اس سے کہا کہ اھر آ۔ تم سر ڈال کے کیوں بیٹھے ہو؟ تم تو سارا دن عمر بھرتے تھے، کھنی کی کامیڈیا نہیں تھا، بیڑ سے منگتے تھے، آج میں سے تمہیں دانا بنا دیا ہے۔ آج میں نے بیس روپے والوں میں سے دانا دیا ہے۔ تم سرائی کے رکھو۔ حد کے اگلے سے تم۔ چیدیا تھا اس کے دیے میں سے تم نے دیہاڑی روپے دے دیے ہیں۔ آج تمہیں منگتے سے دانا بنا دیا ہے۔ سرائی کے چلو۔ مطلب یہ کہ پنے و سے مل جائیں۔ اللہ نے تھوڑا سا کچھ اثر فرج۔ روپہ و پتہ تو زیادہ فرج۔ روپہ دے رہے رہے۔

(مصارفہم یغفلون (سورۃ النورہ ۲۰۔ آیت ۲)

دیے اور اس میں مام رہنا چاہیے۔ چلو تھوڑا ہی دین، سو روپے میں سے دوا روپے میں
 دے دے۔ پانچ روپے دے پتو کسی غریب مریض کے ہاتھ پر رکھ سکتے، دوا کی دکان پر یہ دیکھیں
 کے لئے کوئی چیز لے چاہا تو اس میں بھی مام رہے گا۔ اللہ پٹے نہیں گستاخوں میں جو پیار
 ہے اس کو دیتا ہے۔ میرے ساتھ محبت قحطی سے مخلوق کے ساتھ پیار لگتا ہے؟

یہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے میں تو آل بھی نرم رہے گا۔ ساری سبک دیکھیں بھی ساتھ رہیں
 گی۔ اللہ کا سلام یہ بھی رہے گا۔ اللہ صلوٰۃ، السلام بھیجے گا بھی کہتا ہے۔

هو الذي يصلي عليكم وملائكته (سورة الاحزاب ۵۶- آیت ۶۲)

اللہ کہتا ہے کہ تم پر بھی میں صلوٰۃ، السلام بھیجتا ہوں۔

يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُكَ سَبِّحُوْا حَمْدَ رَبِّكَ فِي السُّبْحِ

(سورة الاحزاب ۴۳ آیت ۴۴)

سورة الاحزاب میں لکھی یہ آیت ہے کہ کثرت سے درگاہ میں بڑا مہربان ہوں۔
 تم پر میں اور فرشتے روز دیکھتے ہیں تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر آجائے کی طرف سے
 ج میں تو، ہمیشہ ساتھ بھی دیتے ہیں۔ یہ روپے۔ Practical چیز ہے۔ عملی چیز ہے۔

فَاذْكُرُونِيْ اَنْ كُنْتُمْ (سورة البقرة ۱۵۲- آیت ۱۵۳)

مجھے یاد کرو۔ میں بھی یاد کروں گا۔

تم ایک دوسرے یاد دلاؤ۔ میں دوسرے یاد کروں گا۔ تعلق ہے۔ یہ تعلق ہی مرشد
 رب سے جوڑ دیتا ہے۔ کرنا آپ نے خود ہی ہے۔ دہانہ سے کہ آپ سے پوچھا ہے۔

القب اللہ چمے دی ہوئی مرشد مرے پیچانی ہو

نئی ثبات داپولی میں ہر رگے ہو جانی ہو

وہ بتا دیتا ہے کہ یہ نئی اثبات کا ذکر کرو۔ دہکتا ہے۔ ہینا یہ چڑا جو نہیں دے دیا
 ہے، ہاں، یہ اسی کا پودہ ہے۔ اس پر خوشبو دار پھول گنتے ہیں۔ اس کو سمجھال کے رہا۔ راز
 اسے نئی اثبات کا پانی دانا ہے۔

لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ

اسے روحی شہادت کا پانی دیتا ہے۔

نئی اثبات دیا ہر رگے ہر جانی نو
 ندر پونی شکم مچا یا حال غلغلے سے آندو
 اس پر اللہ کی محنت کے پھوس گئے دروں مست ہو گئی۔
 جیوے ہر شد کا مل ہا سو جیس ایدہ وئی الی ہو

جس سو بے مرشد نے یہ پونی لگائی اللہ سے سلامت رکھے ہمیں یہ تقدیر
 گپا تو ہی ایک بات ہے۔ تھوڑی سی محنت سے، کرے رہو۔ ہر کام میں برکت ہو جاتی ہے۔
 نام برکت الہ ہے ہاں۔ شاہ پڑھتے ہیں کہ

بسم اللہ و بحمدک و تبارک اسمک

تیر نام ہی برکت الہ ہے۔ نام برکت الہ ہے۔ جہاں بھی پڑھیں گے برکت ہوگی
 یہ دل میں بے گار، دس میں برکت ہوگی۔ دہانٹ میں جائے گا، جس گھر میں جائے گا۔
 وہاں برکت ہوگی۔ اس کو پڑھتے ہوئے آپ فصل پڑھیں گے تو اس میں بھی برکت ہوگی۔
 برکت الہ نام ہے۔ اسے کرو۔ ہر جگہ برکت ہوگی۔ نہ شہ عالم۔

حضرت خواجہ عبدالکیم انصاریؒ کے علم و عرفان اور بصیرت کا مقام درجہ
(عبدالغفور ہاشمی)

سورۃ اعراف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَبِذَٰلِكَ رَتَّكْ مِنْ بَنِي آدَمَ مَن ظَنَّهُ وَهَمَّ دَوْرَتَهُمُ (أَشْهَدُهُمْ عَلَى
أَنفُسِهِمْ أَنتَ بَرَبُّكُمْ قَالُوا بَنِي شَيْهَذَا أَلْ يَقُولُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا
غَافِلِينَ أَرَأَيْتُمْ إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَن يَشْكُرُوا
بِمَا لَمْ يَكْسِبُولُوا وَكَذَٰلِكَ فَصَّلَ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

ترجمہ آیات 172 تا 174 سورۃ اعراف ﴿يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُفْرُهُمْ وَلَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُشْرِكُونَ﴾
میں نے ان کی قوم کی پشتوں سے اس کی نسل کو اکٹھا رکھا، انھیں خواہ اس کے اور کوا دینا تے ہوئے
پوچھ چھا: ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟“ (سب بولے) بھینا آپ ہی ہمارے رب ہیں،
ہم اس پر گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اس سے پہلے کیا نہ تم قبا مت کے روز یہ نہ بعد ہاں ”ہم اس
ہاں سے چہرے تھے یا یہ آپ کو کہ ”شرک کی ابتدا تو ہمارے باپ ادا نے ہم سے پہلے کی تھی
اور ہم بعد میں ان نسل سے پیدا ہوئے۔ پھر کیا آپ ہمیں اس قصور میں پکڑتے ہیں جو خدا کا
لوگوں نے کیا تھا۔“ دیکھو، اس طرح بحثیں ایں واضح کرتے ہیں کہ یہ لوگ چپ نہیں۔

اس گیت سے واضح ہے کہ وہ راست تمام اشیاء کی ادج سے اللہ رب اعلمیں کہ
اپنے رب شہیم کی در تمام ادج سے اس پر گواہی بھی دے دے، وہ دنیا کا بھی ہمنور ہے نہ
کوئی صرف عاقل اور ہا شعور شخص کی قبل کی حالت ہے۔ ہماری صورتوں میں بھی گواہی

سے پہلے یہ عمر خیر اور بول جاتا ہے کہ میں فلاں بن فلاں بتا چکی سوئی اور اس کو ایسا دیتا ہوں۔
 بعد میں تمام اراج انسان نے یہ گواہی عہد الست کی صورت میں پورے شعور اور سوچ سمجھ کر
 ”قالو بسی اور شہدنا“ یہی عہد الست نیا اور اس پر خود گواہی دی۔ گواہی دینے کا مطلب
 ہی یہ ہے کہ جو عہد کیا ہے اس کو نبھائے گی پوری ذمہ داری قبول کرے گا۔

مشہور نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ عام روئے میں ارواح انسانی (نفس) کی شکل میں
 رہتی ہیں۔ چنانچہ جس ارواح میں وہ اس انس و محبت ہو دنیا میں بھی اس کے وہم و گمان محبت کا رشتہ
 قائم ہوتا ہے۔ عالم بینی وہ ہے کہ اس دور کا ہر مسلمان ایسا کرام، صالحین اور مومنین سے
 محبت رکھتا ہے۔ اس کے لیے خدا نے ان بھی کوئی قید نہیں ہے۔

جتنے بھی دنیا کے ملام ہیں وہ انسان کہ اس دنیا کی زندگی کے مشغول رہنے والی اور
 دنیا سے بے پروا ہیں جبکہ قرآن کریم اور نبی و کرام کی تعلیم نے صرف اس دنیا
 بلکہ ہمارے ر جان، جوہ سے بے تردد و بے اثرات تک کی مکمل تعلیم اور رہنمائی فراہم کرتی ہیں
 یہ ایک ہی فرقہ ہے۔

قرآن و سنت سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عہد الست کے محدثی ماہر اراج کو
 دیکھ گیا تھا بھی (Freezing point) میں چلی گئی تھیں۔ اس عمر کا بھی قرآن و سنت سے
 تشبیہ دیتا ہے اور کہہ رہا ہے کہ خود اس حقیقت کا تسلیم کر رہے ہیں سورۃ زمر ص ۶۱
 ترجمہ: ”وہ نہیں گئے ہمارے سب تو بے افق ہیں وہ لوگوں سے اور وہ لوگوں کی باتوں
 کی بات نہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں سے نکلنے کی بھی کون رہے؟“

اب میں انسانی اراج کا عام روئے یعنی عام مر سے اس دنیا میں دیکھ رہا ہوں
 وہ بھی یعنی روح کے عرفان و حوصلہ پاب کرنا ہوں جو پانی سدھ نے ہمیں سمجھانے کے لیے

تقریر فرمایا ہے۔ اور اس کو سمجھنے سے پہلے آپؐ کے علم و عرفان، روحانی بصیرت اور مشہدہ کی عظمت و سر بلندی کا کچھ اندازہ ہو جائے گا۔ چنانچہ آپؐ ”مستقیم ملت“ صفحہ 190، 191 میں ”عالم روحانی“ کے باب میں لکھتے ہیں ”معرفت کے بعد اور اس کے ارد گردوں پر محیط ہے جو مخلوق ہے۔ تمام ارجح مجزہ کا جو خالق حقیقی ہے۔ رزاق۔ مفضل۔ اپنے علم سے پیدا کردہ مخلوق۔ ان ارجح خردہ میں کوئی صفت سوائے محبت اور عبادت کے نہیں ہوتی۔ یمن اسعد اور دوسرے ٹوٹے کوہنہ کرنے کی موجود ہوتی ہے۔ مثال روح ہیئت و عندہ کو سمجھو۔ مستند یا سب سے پانی سے ہیئت شکل میں دوسرے الفاظ میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مستند مجموعہ سے پانی کے جہتاریٹوں، جب سورج اس پر نظر آتا ہے تو اس کے کنارہ پر نظر پڑتی رتوں سے ساریٹوں میں رہ گئی یعنی حرارت پیدا ہوتی ہے اور وہ ایک بار پھر شعاع بن کر شکل میں آتا ہے۔ اس طرح صغور کرتے ہیں۔

یہ پانی کے بخارات مختلف پہاڑوں پر یوں کی شکل میں ٹھہر جاتے ہیں کہ عرصہ دراز تک بڑے رہتے ہیں۔ یہ وہی پانی کی حالت ہے جو وہاں کو سرد ہے، ان حدیث میں بیان ہوئی۔ جو عہد است کے بعد انسانوں کو امید ہو چکی موت سے قریب شہید دیتا ہے۔ لہذا جس طرح محمد پانی پکھل راقطہ کی شکل میں سرد بیطرف ہو جاتا ہے ایسی طرح جہرہ کا ہے مقررہ وقت پر عام راج سے اپنی کی طرح رواں ہو جاتی ہے۔

یہ مجسمہ پانی کے کواکبر کے مختلف پہلوؤں کے خواص یعنی اس کے مندر، زو، پونا، شمر، عیشیم، مسکیب وغیرہ کو اپنے اندر جذب کر کے سمندری شرف رواں ہو جاتے ہیں۔ آپ نے قرعہ میں اس میں سے کچھ پانی جس کو صراطِ مستقیم مل جاتی ہے وہ یوں کہلے، سلیجے بہت حد سمندر میں جا ملتا ہے۔ دیکھو پانی حبیبوں، رشتہ دارانہ و علیہ وعلیٰ قید ہو جاتا ہے۔ محکم سے یہ پانی ہزار ہا سال

سر رواں ہے کہ بعد اپنی اس (یعنی سندر) سے جا ملے اور یہ بھی نفس کے قیامت تک نہ پہنچ پائے۔“

کس طرح سندر سے سندر تک ٹاپو CYCLES کچھ میں ”جانا سے بالکل ایسے ہی اروج انسانی نام ارواح سے اس دیا اور اس دیا سے موت کے بعد اپنی کے سفر کی مثال سے اسی ہے جب ہوائی شخص اس دیا سے راندہ ہوتا ہے تو ہمیں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ انا لله وانا اليه راجعون پر ہیں یعنی ہم اللہ کی ملک میں اور اسی کی طرف پیٹ جاتا ہے۔ عدا صا قبال ہے بھی اس انسانی فکر کی قطرہ میس اور صدق، یہی، کوچہ سے تشبیہ دی ہے۔

زبد گلانی سے صدق نظر دنیوں سے خودی

وہ صدق کی جہت نظر سے نو گھر نہ لکے

یہی ہر نفس کی آخری منزل مقصود اللہ کا قرب اور عرش عظیم کی طرف سفر بنا ہے۔

مسیحہ جبریل امین بندہ حاکمی

سے اس کا دشمن نہ بخار نہ بد خشاں

”جے چل رہا ہے تمہیں“ بیدار ہو کی حال ارواح ٹو ۵۰ تا ہے۔ ہر روح ایک ایسی ہی

طرح روح بسیط میں موجود ہے۔ آفتاب حقیقی جب ہی روں کو پیدا کرنے کا راہ فراہم کرتا ہے

اپنی فکر حیات افزا اس پر، اللہ سے جس کے اثر سے یہ روحانی ایٹم مہا ہو کر پیکل شعاع عام

مادی کی طرف نزول کرنے لگتا ہے نہیں یہ حلاف پائی کے اس روحانی ایٹم کا ایک سر اروج

بسیط میں اپنی جگہ پر ہی قائم بنا ہے۔ روح بسیط سرگزر کر یہ شعاع عقل بسیط میں داخل

ہوتی ہے اور جہد براستہ او عقل کو جذب کرتی ہوتی اس بسیط میں کانچتی ہے اور نفس سے جو

حصہ مقدر ہوتا ہے لے لیتی ہے، مطلب یہ ہے کہ یہاں اس میں نفس پیدا ہو جاتا ہے

(نکس یہ ہے؟ خواہش بجز) اب یہ عدم سہید میں چھٹکتی ہے۔ چونکہ قانون فریش کے مطابق کوئی ہستی اس وقت تک مشغول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنی زندگی کے متعلق نہ سمجھے، اس لیے عدم میں چھپتے ہی اس کو اپنے وجود کا عرقاں ہوتا ہے گویا عرقاں ابھی بہت ضعیف ہونا ہے ہی کو، کہتے ہیں۔ اور یہ بات یہ ہے کہ جس طرح روح، عقل اور نکس کے اہل تک میں سے نر رہے ہوئے بعد یا بعد عقل اور نکس کے خواص کو اپنے ساتھ ملا لیتی ہے، اس طرح عدم میں سے نر آتے ہوئے تجربہ و فنا کے تاثرات اور خواص کو بھی ساتھ لے لیتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جو چیز اس مادی عالم میں ایک جدید سوچاتی پھر کبھی فنا نہ ہوتی عدم کے اثرات کی بنا پر عالم امر ختم ہو جاتا ہے گویا اب تک اس کا وجود محض اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں مستور رہتا ہے اب یہ شعاع ”نحو“ میں داخل ہوتی ہے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ہر وہ جس میں مبادی سے معاد تک اس کا پورا سفر اس طرح پنہاں ہونا ہے جس طرح ہر کے ریلوے لائن میں اس سے پید ہوئے والے تیار ورحت کی پوری زندگی۔ اب احوالہ یہ روح یا تو ہوشی ہوگی یا جلتی، اگر ہوشی ہے تو عالم ماسوت کے کسی طبقے میں اس کے لیے کوئی خاص مقام مقرر ہوتا ہے جہاں مادی سفر کے بعد اس کو قیامت تک ٹھہرنا ہے۔ اگر مٹی سے تو پھر خاک کے عوام میں سے ہی مام و رصقے میں کوئی خاص رشتہ اس کے ہے ہوتی ہے، اسی رشتہ کو اس روح کا مقام محمولہ ہے۔

انفردانہ عالم امر کے ختم ہونے پر یہ روح ماسوت کے مہذبہ عوام میں سے نر رہتی ہوں اپنے مقام محمولہ (یا مادی) ہو تو عالم ماسوت میں اپنے مقام معاد (تک پہنچ جاتی ہے، یہاں ہر قدر تفہیم کرتی ہے تاکہ اس مقام سے رہتا ہو جائے۔ حقیقت کی مقام پر اس

کو وہ ہر عطر ہوتا ہے جس کو بجا طور پر روحانی وجود کہا جا سکتا ہے۔ اب مقام محمود سے روانہ ہو رہی عام لوٹے رقی اور سامانوت سے نر رقی ہوتی یہ ایٹم میں اہل ہوتی ہے جو ہر کسی سب سے طیف اور اثری حد ہے۔ سب سے یہ جو کس بجگاٹا اور دیگر مادی خواص قانونی کو قدر تعداد رقی ہوتی کسی نظام شمس کے تقاب میں جاتی ہے اور اس سے جان یا راج حیوانی کی حرارت حاصل کر کے اس گرتے میں پہنچی جاتی ہے جہاں اس کو پید ہوتا ہے اب اس نظام قضا و قدر کی حد نے پیے کی حیرت انگیز پھل، مٹہ، غیر دیش، فیل ہو جاتی ہے اور ہر اس شخص کو کھدی جاتی ہے جو اس کا پائے والا ہے۔ سب پور سے یہ رحم ہر اس میں منتقل ہوتی ہے، نوادہ ہاں، مادی تعمیر میں بسر ہوتے ہیں اس کے بعد ان کی بن کر عالم مادی میں ہر مادی بین راجوہ اثر ہو جاتی ہے۔ اب جتنی راجی رتدگی مقدر ہو ہر گرتے کی حرارت میں اسے مقام معادہ مقام محمود کو اس چلی جاتی ہے اور پور محسب تک پہنچ رہتی ہے۔ اس کے بعد جو مالک پیدائین چائے گاس کے ساتھ رے گا یہاں یہ بات خاص طور پر غور کرے کی ہے راج سبب میں اسے پہلے سرے سے چل رہے شعبات کس طرح راج ہو چہ طیف سے کشیف تر ہوتی نقطہ تک پہنچتی ہے، نقطہ ہا ہے؟ دتہ شمع ہا رندہ مادی اسامی ہر سب سے پہلی اور طیف ترین یوسٹ جو غور و پیش سے بھی بے شکل نظر آتا ہے۔ یہی شمع ہا رندہ کے بیت میں اپنی نڈا حاصل کر کے درجہ بدرجہ کشیف ہونا چاہتا ہے یہاں تک کہ حاصل ہو کر حکم ہا ر سے ہر نکل آتا ہے۔

یہی کریم ^{صلی اللہ علیہ وسلم} نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کا حساب اور جہم میں ٹھکانا لکھا گیا ہے جس طرح ایک پتھر میں درخت بننے اور اس کا پورا Cycle اس پتھر میں

ورق سے بھی اس کے پھل پھوس پتے ورستے و تمام نصیل بیج میں رکھ دی گئی ہے ہاگل و طرح نشا و روحانی مردہ صحنی ساختہ تہہ ہے کے اندر ہی ورق ترہی گئی ہے۔ جسے ہم ڈی ایسے کہتے ہیں۔

ہائی مسد نے فرما دیا یہ تو روح کا سر، مادی دنیا کی طرف ہے اب روح کا سفر اثرات کی طرف یا وہ اپنی کا سر کس طرح ہوتا ہے۔ جس طرح سمندر کا پانی پہاڑوں سے اتر کر مختلف سفر Impurities کے ساتھ سمندر کی طرف سفر کرتا ہے۔ ایک روحانی مادی مادی سے انہیں ای طرح صعود کی ترتیب سے وہی ثابت کرتا ہے۔

”پ سے فرمایا نبی کریم ﷺ نے سوک طے کرنے کے یہ طریقے مانے
اچھو میں گھسنے چلتے پھرتے، اُٹھنے بیٹھنے ہلکے سوتے ہوئے بھی اللہ کو یاد رہنا۔
۲۔ چھ وقتہ روز حضور کی قلب کے ساتھ۔

۳۔ سورت فاتحہ

۴۔ نوافل تہجد

۵۔ تریہ حلاق

گویا روح انسانی و Impurities (برے اخلاق) کا مرکز ہے اور اس میں قوت پر از پیدا کرنے کے یہاں طریقے ہیں جس سے روح انسانی دایند ہو من اپنا مقام محو و اس دنیا میں رہ کر حاصل کر سکتا ہے۔ یہی ایسی انسانی روح برکہ کے ذریعے اللہ کی محبت اور قرب و لقاء کا سر طے کرتی ہے، مادی عالم سے اوپر عالم، سوت، عالم نقوت، عالم جبروت، عالم لاہوت، عالم باہوت، عالم ہو کو طے کرتی ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں عام سوا ایک نور کا سامیہ الن سے جس کی تخلیق الہی کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے اور اس تخلیق ہی میں ہر قسم کی مذہبیں اور کوائف موجود ہیں۔ عالم سوس ہر رکوب کی راجوں کا مسکن ہے جسوں سے قرآنی آیت و مہسل ایسہ بے پیرا پر عمل کامل کیا اور حقیقی معنوں میں پانی ہر چیز سے تعلق قلبی قطع کر کے صرف اللہ کے ہو گئے۔ جس طرح اسلامی روح عقل، نفس، محبت، رحم، ہمہی صفات کے خواہیں عالم امر سے جدا رہتی ہے ہی طرح ماسوئی او، ماوی، یہا سے عہد، عزت، حسد، کبر، جھگی بری صفات یا خواہیں بھی جدا ترقی ہے۔ اس لیے اللہ کی طرف جا۔ کے لیے اس راہ نکل سے چھوکار پامال لڑی ہے۔ قبلہ انصاری صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے بہت سے بزرگ عالم جہوت میں ایلھے ہیں جو صرف شصہ کی ٹٹی نہ کر سکتے ہیں وہ سے ”مے ترقی نہ کر سکے۔ اس سے میں چاہیے کہ ہم اللہ کی را کے ساتھ ساتھ ترقی یہ اعلیٰ میں بہتری پیدا کریں۔ اب ہمیں چاہیے کہ ہم قبیلہ انصاری صاحبؒ کی اس بصیرت، فروز، تقدمات سے ملحقہ استفادہ کرتے ہوئے اللہ کے مضرب اور محبوب بندوں میں شامل ہو جائیں۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

روادگی کا حاصل، قرآن سے تعلق

(پیر خان توحیدی)

قرآن وہ عظیم کتاب ہے جو ہر حیثیت سے کامل اور طبعی ہوئے کے ساتھ ساتھ اپنے موضوع پر جامع مستند اور حرف مخر ہے۔ اسے رشتہ پر ایک ایک کتاب ہے جسے حقیقت میں کتاب کہا جاسکتا ہے۔ آپ دیکھیں کوئی کتاب پر نہیں کسی قرآن کا مطالعہ کریں، آپ کی معلومات میں یقیناً کچھ اضافہ ہوگا کچھ نئے اصول و ضوابط حاصل ہوں گے کچھ نئی اور نئی صلاحیتوں میں اضافہ ہوگا نہیں آپ کا دل بدل جائے، آپ کی شخصیت بدل جائے آپ کی روادگی کا رخ بدل جائے، یہ کام دیکھیں کوئی کتاب نہیں سکتی۔ یہ کہاں اور حاصل ہے تو صرف قرآن کچھ مسئلہ ہے۔ آپ طب علم جوں، استاد ہوں، شاعر ہوں، منکر یا مفسد ہوں، علم دوسری صوفی کچھ بھی ہوں اور آپ سے قرآن حلیم نہیں پڑھا تو بیشک تمہاری کتاب علم سے محروم ہیں۔ چونکہ علم کا سرچشمہ قرآن ہی ہے، اس لیے وہ شخص علم سے محروم ہے جو قرآن سے محروم ہے۔ قرآن ہی سے حقیقت کا سراغ ملتا ہے اور قرآن ہی علم کی بنیاد بھی ملتا ہے۔ وہ شخص خوش صیب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کا شرف بخشی اسے پڑھنے سننے اور اس میں غور کرنے کا موقع عطا کیا قرآن ہی واقعی خوشی، اس کی روشنی میں اپنی شخصیت، خاندان، سماج اور ملکی روادگی کی تعمیر کرے جسے اللہ تعالیٰ نے جو جو عطا فرمائی

پڑھنے لکھنے کا موقع دیا۔ سس پھر بھی اہل قرآن کے علم سے محروم رہے تو یہ اس کی اپنی برکت تھی۔
 ہر اصل زندگی کے پناہ سنوارا، ہر بگاڑ کا دوا دہا رہا ہے۔ لہٰذا صحت مند ہے
 تو پوری زندگی صحت مند ہے۔ اس اُسرمیشن ہے تو پوری زندگی مرض کا شکار ہے۔ دل ہی
 جذبات کی آجگاہ، ارا مارا، اس کا مغز ہے، ہر حصہ اس کی اپنی ہی شکل ہوتا ہے۔ قرآن ہر
 درست دل کو چھوٹا ہے، اور اس پر اثر انداز ہوتا ہے، اس کی آنکھیں روشن کرتا ہے۔ اور دل کی
 دیا میں انقلاب برپا کرتا ہے، وراثت کے اندر اس کو بدل دیتا ہے، اپنی عظمت اور ہیبت کا ایسا
 منہ جھاتا ہے۔ تلاوت کے وقت دل سر سے گھٹا ہے اور آنکھیں جھپک جاتی ہیں اور دماغ پر
 ایک بے غوری کی ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ دنیا کی چند محسوس کی زندگی ایک پارٹر جھپک جاتی ہے
 تو پھر کبھی نہیں ملتی۔ اس مختصر وقفہ میں سچے موتی حاصل کرنے کی بجائے بے قیمت سنگریس
 کے خوردلے میں ادا رہنے سے کھینچنے میں وقت ضائع کرنا سخت ناوانی نہیں تو اور کیا ہے؟

اگر اب تک آپ نے اس عجیب و غریب انقلابِ کتاب کے ساتھ تعلق نہیں جوڑا
 تو مزید دیر نہ کریں اگلے لمحہ کی کچھ خبر نہیں ابھی سے طے کر لیں کہ یہ کتاب آپ نے پڑھنی
 ہے نہ کہ جھننے کا حق ادا کرنا ہے تو نیکوئی کے ساتھ اس کی تلاوت میں لگ جائے۔ پھر
 دیکھیں یہ آپ کی دنیا کو گرا دے گی آپ کے ضمیر کو پھٹوڑے گی اور آپ کے دوس میں
 یہ بات بھی اتار دے گی کہ آپ کیا ہیں؟ آپ کا آغاز کیا ہے؟ آپ کا انجام کیا ہے؟ آپ دنیا
 میں کس مقصد کے لئے ہیں؟ کیا کیا ہے؟ اس کا بتانا، ان کو بچاؤ آپ کا اس سے کیا
 تعلق ہے؟ آپ کی حقیقی منزل کیا ہے؟ آپ اپنی منزل پر کامیابی کے ساتھ پسے بیٹھے ہوئے
 ہیں؟ قرآن پاک صرف رہنمائی اور تعلیم کا فریضہ انجام دیتا ہے بلکہ اپنی تعلیم اور رہنمائی پر

فارہند ہوے کی داخلی قوت، عزیمت، جو عسدا اور جد پہ بھی مڑ نام نہا ہے۔ یہ نئی قرآن کے کھلا ہوا
ونہا کی کسی کتاب کو حاصل نہیں۔

یا درمیں اقرآن سے کچھ لینے کے لئے اپنے آپ کو اس کا مستحق بنانا ہوگا اس کی
حاجت ماحقق اس کو گوارا نہیں دے گا۔ آپ اس کی حاجت اپنی ہی کی اور جہز ہدایت کی بغیر کسی اور
مقصد سے نہ رہے۔ چنانچہ آپ گھائے میں رہیں گے اور ہدایت کی عظیم دولت سے محروم رہیں
گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں قرآن و عویہ پہنچایا یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ اللہ
تعالیٰ آپ پر بہت مہربان ہے۔ اس سے اپنی سب سے بڑی نعمت جس کا ہر جھوٹا دعویٰ کی کون
بڑی سے بڑی مخلوق بھی نہ داشت نہ رہی۔ آپ کو عطا کردی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ
اگر ہم نے قرآن کسی پہنچانا نہ دیا ہوتا تو واللہ کے خوف سے وہ بچا نہ رہتا اور پھٹ کر یہ دیر
ہوتا (ارشاد)

قرآن پاک سے جن لوگوں نے اپنی رعایوں کو ستوارا، اس کی حلاوت کا حق ادا کیا اس کے دلکش سردار کی ایمان افروز مہلتیاں قرآن میں جگہ جگہ پیش کی گئی ہیں۔ (سورہ ص 23)۔ اللہ تعالیٰ سے بہایت ہی اچھی تعلیمات والی کتاب نازل فرمائی ہے جس کی تائید باہم ملتی جلتی ہیں اور مصائب بار بار مرانے جاتے ہیں کہ دل میں بیٹھ جائیں۔ اپنے پروردگار سے دُرنے والے، سے ہاتھ پیرتوان کے رو تئیں ہڑے ہو جاتے ہیں بل پکھل کر اللہ کی یاد میں طرف متوجہ ہو جاتے ہیں (سورہ اسعاف 3)۔ بچے اٹل یہاں مذکور ہیں جس کے دل اللہ کا آئینہ سرور جاتے ہیں اور ان کا یہاں بڑھ جاتا ہے

عندہ اقبالؒ ایک جگہ لکھتے ہیں ۔ ”میری کالجی تعلیم کا ابتدائی زمانہ تھا اور میرا معمول تھا فجر کی نماز کے بعد تلاوت کرنا ۔ اللہ صاحب مجھے تلاوت کرتے دیکھ کر اپنے کمرے میں بٹے جاتے ۔ ایک روز میرے پاس ”ترجمہ“ ہے اور پوچھا تم یہ پڑھنا کرتے ہو مجھے اس کے سواں پر تجب ہی نہیں ملال بھی ہوا یونکہ انہیں معلوم تھا ۔ میں قرآن پاک کی تلاوت نہ کرتا ہوں ۔ بہر حال میں نے سو دیا ۔ عرض کی کہ قرآن پاک کی تلاوت نہ کرتا ہوں فرما ۔ لگے جو کچھ تم پڑھتے ہو مجھے بھی ہو ۔ میں نے کہا کیوں نہیں تھوڑی بہت عربی جانا ہیوں کچھ نہ کچھ سمجھ جاتا ہوں ۔ میرا جواب سن کر وہ خاموشی سے اٹھ کر چلے گئے ۔ میں سمجھتا تھا کہ ان کے سوال کا مطلب یہ ہے ۔ اس واقعہ کے تقریباً سچ سات سال بعد میں تلاوت سے مارا سو تو اللہ صاحب نے مجھے بلدیہ اور سی سے بولے دینا قرآن کو وہی سمجھ سکتا ہے جس پر اس کا رول ہو ۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ قرآن تو ہی قرآن ہے پر ایک ہمارا ہر چکا ہے اب سے ہمارا ہر ملتا ہے وہ میرے دل کی بات سمجھ گئے کہنے لگے تمہیں یہ جیسا کیسے پڑتا قرآن اب اسی پر نازل نہیں ہو سکتا کیوں نہ تم اس طرح تلاوت کرو کہ جیسے یہ تم پر نازل ہوا ہے ۔ اب رو کے تو یہ تمہارا کون سا ہے میں مرایت نہ جا رہا گا عندہ اقبالؒ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے قرآن کو اپنی غور و فکر سے پڑھنا شروع کیا کو پودہ مجھ پر نازل ہو رہا ہے علامہؒ کے قریبی رفقاء و کاتب سے کہ وہ صبح تلاوت اس قدر درود و محبت اور سوز و گہاڑ سے کرتے کہ ”سوروں کا آنا بخدا بدھ جانا یہاں تک کہ قرآن کے اوراق بھٹک جاتے۔“

ہائی سلسلہ خواجہ عبدالعظیم انصاریؒ بھی اپنے سریدین و سی طرح تلاوت کرنے و تلقین کرتے رہے وہ فرمایا کرتے کہ ”اگر ممکن ہو تو فجر کی نماز کے بعد تلاوت کرو اور اگر

ایسا نہ ہو سکے تو پھر جب بھی وقت ملے تو یک پا دوپارے کی تلاوت پڑھا کر بندھا بیت خوش آغائی سے نہ۔ معنی اور مطلب کی طرف دھیان نہ دے صرف الفاظ کی ترش کا خیال رکھو اور تصور یہ نہ کہ جو دارتم سن رہے موالدہ کو رہے نہ خود اپنا کلام پڑھ رہا ہے اور تم سن رہے ہو۔ جب تلاوت ختم کر لو تو اسی کو دوبارہ بھی اور مطلب سمجھ کر پڑھو۔ تم پڑھو ایک نوٹ بک پاس رکھو جو معیادہات تحریر نے اسے لکھ لیا، اس پر عمل کرو۔

قرآن ہم سب پڑھنے میں مگر کبھی یہ سوچا ہے کہ کیا ہم قرآن کے یہ سایہ رسانی گزارنے پر تیار بھی ہیں۔ جو قرآن کے زیر سایہ زندگی گزارتے ہیں قرآن انہیں مدت قرآن سے بڑھ کر رفعت نہ کتہا پائے کی عطا کرنا ہے۔ یہ قرآن ہی تو ہے جو بندوں کو اللہ سے منکلام ہونے کا شرف بخشتا ہے۔ معرفت اور حکمت کے دروازے کھولتا ہے دل کو

سکوں اور غم کو اطمینان دے کر دے ایسے لئے علامہ فرماتے ہیں:

آہ کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے

راہ تو راہرو بھی اور نہ بہر بھی تو منزل بھی تو

وائے مارائی کہ تو محتاج مافی ہو گیا

مے بھی تو مینا بھی تو مافی بھی تو محفل بھی تو

۱

دور رسالت ﷺ میں ایک مشہور شاعر پیدائش عامری گھر سے تھیں جو عرب

شعراء میں انتہائی اونچے مقام کے مالک تھے ایک مرتبہ یہ مشہور شاعر عرب دربارت ﷺ میں

حاضر ہوئے اللہ کے رسول ﷺ نے اس کو اللہ کا کام شایا حضور ﷺ کی رہاں مبارک سے

اللہ کا کلام سنا تو کہیں بھیج نہیں قرآن کے پر خوش بحر نکلیں، رائے لکھی ادا تو یہاں نے

اس قدر متاثر ہوا کہ بے اختیار پٹا راغی کہ یہ اللہ ہی کا کلام ہے۔ کلام الہی ہے اس کا دل جیت لیا تو کسی وقت اسلام قبول کر کے دولت ایسا سے دالامال ہو گئے۔ سپید "امہارہ" سے متعلقہ
 سے رفعت ہو رہا ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یمن کے پٹ کوٹ میں قیام پذیر ہو گئے۔ اور قرآن
 پاک کی علامت کو اپنا محبوب مشعل بنا کر اس سنگی کے ساتھ قرآن کی علامت میں مشعل ہو
 گئے۔ حضور ﷺ کے پاس سے رفعت جو کہ محمد "حضرت علم" کے درحالت میں شعرا نے
 اسلام کی طرف توجہ دینی تھی کہ ان کے کلام کی نقلیں یہ جاہل دینے میں نکلواں گیں۔ شعرا نے
 عرب اسلامی تعلیمات سے کس قدر متاثر ہوتے ہیں دوسرے شعراء کے ساتھ ساتھ یہ پیغام
 لہذا کے پاس بھی پہنچا۔ پہلے تو غلام کیا لیکن دوبارہ مطالبہ کرنے پر مجبور ہو گئے تو سورہ بقرہ کی
 تشریح میں اس الرسول سے آثر تک نہ کر بھیجیں، اور قرآن میں نص، امیر المؤمنین، جب
 سے اللہ کا کلام پڑھا ہے اپنا کلام قبول کیا ہوں۔ یہ ہے قرآن کی عظمت اور یہ ہے

"وہ بھی کا حاصل قرآن سے تعالیٰ"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میں سے کلام سے تعلق جو ہے۔ یہاں نے مجھے
 اور اس پر عمل کرے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

فلسفہ حج

(ڈاکٹر غلام جیلانی برق)

حج صرف ان لوگوں پر فرض ہے جو نرم تکہ کا ہے۔ بے کے مصروف بہرہ شست کر سکتے

ہوں۔ اس کے کئی فوائد ہیں۔

1 بیت اللہ میں دنیا کے انھوں مسلمانوں سے ملنے، ان سے تعلقات پیدا کرنے اور ان کے مصلحتی کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔

2 مسجد نبوی کوئی چیز اس سے متحد کر رکھا ہے۔ مثلاً ایک دین، ایک اللہ ایک رسول، ایک قبیلہ میں حج بھی شامل ہے۔ یہ مسجد نبوی کا سالانہ میلہ ہے۔ جہاں انھوں انسان جمع ہو کر اللہ کی حمد و ثناء کرتے ہیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا پرہیز و اطوار ادا کرتے ہیں۔

3 یہی دورہ ہر سال جہاں شہادہ گداۓ ان کی چاروں ملک ملکوں کو ہر سال اس حقیقت کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں کہ اسلام ایک انسب کے اعتبار سے پاک ہے اور صدیقی نقطہ نگاہ میں سب انسان برابر ہیں۔

4 انسانیت کے سب سے بڑے شمس ایسا، جس پھر اولیاء اور بعد ازاں علماء و فاضلہ۔ ایسا، نے انسانیت کو جماعت سے بچا ہے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دی تھی۔ اس ملک میں جا، ہوں پھر نبی چڑھا دیوں کرے سے چڑھ گیا۔ نہیں اس بلند عزم انسانوں کے قدم ایک سے کے لئے بھی حیران نہ ہونے والی ایسا و فرورہ انسانوں میں سے کچھ و راق تاریخ میں محفوظ ہیں اور کچھ ریش مقدس میں بکھری پڑی ہیں۔ انسان ربانی یا تحریری نہیں ہیں سے

انکا متاثر نہیں ہونا تھا ان مقامات سے جہاں بڑے لوگوں کے نقوش قدم محفوظ ہوں۔
جب ایک رارس مقدس پتھر کو دیکھتا ہے جس پر چڑھ کر حضرت ابراہیمؑ نے دیوارِ نرم و سرد ہاتھ
اس چشمے پر پتھر ڈالتا ہے۔ جو حضرت یاسین علیہ السلام کی ایڑیاں رگڑنے سے پھوٹ نکلتا تھا۔
اس مقام سے گزرتا ہے۔ جہاں وہاں نے بیٹے و قہرمان سنا چاہا تھا۔ ان گلیوں میں گھومتا ہے
جہاں حضور ﷺ نے بات برس گزرتے تھے اس نام و مجدِ مستحق سے جھوم اٹھتا ہے اس کی
روح سے سورہ گداز کے چشمے رواں ہوتے ہیں۔ جو کشتِ زندگی کو ہمارے پیرس عطا کرتے ہیں
حکایت : کوئی پچیس سال کا ذکر ہے۔ راجہ کی سے آپت ہی ہمارا وہ عجیبی جہاں میں
سوار ہوا : شب و روز کا بیشتر حصہ وہاں بے غور و بے فکر میں گزارتا رہا اب اعراس پر سرمد و از
سے حرم میں خیمہ بیت چہچہ کی کامیابی اور جھوم جھوم نہ توں کے اشعار گانا۔

یا اے ہم نفس : ہم بنائیم

س : و کشتہ ثاب جہاں ہم

و ح : ہم مہر ابریل کو تھیم

پانے ٹوہہ (صلعم) جہاں ہم

جب ایک صبح در سے سر میں عرب نمودار ہوئی تو یہ جہاں میں ، چمے لگا ابھی جہاں
سائل سے چند گز دور ہی تھا کہ یہ پانی میں کوو پڑا۔ گویا گویا کے سرے دکھانا ہوا سائل پر
پتہ پتہ زمیں کو چومنا ، پھر طویل عرصے میں گویا پتہ پتہ جہاں ساتھیوں سے اسے چھوڑا تو
معلوم ہوا کہ وہ حضور رحیم ﷺ میں پہنچ چکا ہے۔

زاسہاں جہاں نہ کندہ دستاں

مہر ابریل جہاں دستاں

چو ارماتج سے ہر نیتاں

مہاں شاد رہا اور جس شور

ہر زمرہ حرم کے جدہات کمیشن کی ہوتے ہیں ورچ کا مقصد بھی یہی ہے ۔
 انسان کو چنگھلا کر ایک نئے سانچے میں دھسا دیا جائے ۔ رہا ایسا ہوا کہ ایک آدمی کوئی شعریہ
 آپس میں کر یک دم بدل گیا اور رنڈ سے ۔ لی من گیا ہوگیا عوامیہا بنی قبور پر یہ جاتے ہیں ؟
 اس کے ناماس بنی بدنام رہ رہنے اور اپنی روح کو بیدار رہنے کے لئے ۔ آپ شاید مجھ سے
 اتفاق کریں گے کہ یہ نامقدسہ کے تقسیم کی سب گھر دہائی ہیں ۔ بیت اللہ اور بیت المقدس یہ وہ
 مقامات ہیں جہاں جنین ہر روز دن کے کتاب پا سے روشن ہے ۔ ہر کنکر بڑے بڑے مانتخابات
 کی دستاں سارہا ہے اور نصا و میں بدستور وہیت کو کج کر ہے ہیں ہونگی : ڈنڈا اسامیٹل سے
 گائے تھے اور نہیں صرف روح اس کی ہے ۔

غیر ہی ہے نذر ہا جس

روح سے ہر روح نائے

(جگر مراد آبادی)

اللہ کی ضیافت :

بہ زمرہ حرم کی میں پہنچے ہیں تو جھکیں حج پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں ۔
 پھر حاکم آتے نہ تے اور کپڑے ہوں حضور پر وہاں میں قربانی پیش کرتے ہیں اس
 روز ساری دینے اس ہر قربانی دیتی ہے ۔ تمام غربا و مسکین کوشت کھاتے ہیں ۔
 مددیں اور اچھڑاں سے بیوں کتے ، گیدرا اور کوئے تک پیٹ پھر سے ہیں جس سے مثال
 کتہ یہ کہ اللہ کی ضیافت نہ نہیں تو یہ نہیں ۔

مقصد حیات

افادات از خطبات حکیم الامت (قاری محمد طیب قاسمی)

دنیا میں انسان جب بھی کوئی حرکت کرتا ہے تو اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے
 وائش مند اور غلط کاموں کی حرکت بلا مقصد نہیں ہوتی۔ آپ جب مسجد کی طرف آئے آئیے
 حرکت کرنے ہیں تو تمہارا مقصد ہوتا ہے۔ ایک شخص اگر اپنے شیخ کی طرف جاتا ہے تو اس کی
 حرکت مقصد خلاق، روحانی تربیت ہوتی ہے تاکہ اس کے اندر اللہ کی اصلاح ہو جائے۔
 بلا مقصد کے حرکت دینا انوں اور مجتوں آدمی کا کام ہے۔

پہلے آدمی کی یہ خواہش ایک مستقل حرکت ہے جو آدمی کے اندر رہتے رہتے چلتی
 رہے گی۔ جب تک آدمی کا بدن حرکت کرتا رہے گا، سنتے ہیں۔ وہ زندہ ہے۔ جب حرکت
 ختم ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ آدمی مر چکا ہے۔ قلب حرکت کرتا ہے کہتے ہیں کہ قلب مردہ ہے
 اگر قلب کی حرکت ختم ہو جائے تو کہتے ہیں کہ قلب آدمی کا انتقال ہو گیا۔ حرکت بند ہونے کا
 نام موت اور حرکت کے چاروں پہلو کا نام زندگی ہے۔ اس لئے امام غزالی فرماتے ہیں کہ
 انسان مرنے کی چیز نہیں کہ ہمیشہ سے تھا، مگر ابھی ضرور ہے نہ پیدا ہو گیا تو بے نیلے دل نہیں۔
 اب دل بات زندہ رہے گا۔ غصہ نہیں بدلتی، میں کی ایک عالم سے دوسرے سے تیسرے اور پھر
 چوتھے عالم میں مکان ہو جہاں بدلتے رہیں گے، اور انسان باقی رہے گا۔

اگر عالم الکتب سے چلے، عالم رحم میں آیا، عالم رحم سے چلا، عالم دنیا میں آیا،

عام دنیا سے چا عام بد رخ میں گیا۔ عام بد رخ سے منتقل ہو اور عام محشر میں پہنچا، عام محشر سے منتقل ہوا جنت میں پہنچا۔ اور جنت میں رہنا وہ ترقی ہوگی۔ نئے نئے عام انسان پر نہیں گئے عجائبات ظاہر ہو گئے۔ طرح طرح کی سمیتیں نمایاں ہو گئی۔ اس لئے انسان میں تہذیب پسندی کا جذبہ ہے کہ نئی فی تجر یہ اس کے سامنے آتی چاہیں۔ امدادی بروقی عہد است سے چلی ہے، جہاں اقرار ہو بیت یا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے فرمایا تھا کہ میں اللہ (مکی حاق) اور مالک جوں اور ٹھیکہ رکھا، نہ صرف یہ بلکہ انبیاء ارام بھی اس عہد کی یاد دہا کرے، یہی سببوت فرمائے گئے کہ اس آسمان عہد رب بیت کو نہ بھولے۔ جب بندہ اس عہد پر پکارا ہے گا اس کی ہدایت کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے گا تو زندگی پر عہد پور کریں گے اور دیباہ میں سر فرما کر مائیں گے۔

کیا مقصد زندگی خود نوشت ہے؟

اس قدر طویل زندگی کا مقصد کیا ہے؟ مقصد بھی اتنا طویل سوانح چاہتا تھا سوانح سے مفروضہ مرادوں میں کا مواءہ مقصد معیولی رہا ہو، وہ نکلے اور چسپاں نہیں ہوگا انسان اشرف المخلوقات اتنی عظیم، بلند خلقی اور اس کی زندگی کا مقصد صرف یہ کہ روٹی کھا لے اور ختم ہو جائے یا یہ سہا ب و وسا ئل میں زندگی گزار دے جس کا نتیجہ بہر صورت روٹی ہو۔ مثلاً تیرت اور صحت و حرث، عید و ایاد قیاسیاب معاش جو روٹی نوشتہ کے طور پر پھرتے کرتے ہوں یہ کوئی اہم مقصد نہیں ہے۔ اگر کمال چاہا مقصد ہوتا تو ہاتھ بھینس کر گارے وغیرہ شرف انہ قات متع انسان رہتا، یہ اتنا نہیں تھا مکتا تھا یہ چور کھاتے ہیں۔ اس طویل زندگی کا مقصد ظہر سے جو روٹی نہیں ہو سکتی۔ اتنی لمبی چوڑی حرکت کی زندگی، یا بخش اللہ تعالیٰ

نے اس لیے وہی کچند لقمے کھ لیے جائیں اور میں اسلام دنیا سے لڑ رہی تھی تاکہ معاملات میں ایسے احکامات کے مطابق سرانجام دیتے جو اللہ سے تعین قائم ہو جائے۔

روحانی قوت کی کرشمہ سازیاں

لانگ ایک زندہ مخلوق ہیں! وہ لوں کا گوشت، روئی کھاتے ہیں؟ اور اللہ سے تو زندہ ہیں۔ اصل زندگی نور اللہ کا نام ہے۔ چونکہ نام اس کو چھ سے واقف نہیں، اور اللہ کی کوئی کیفیت ہمارے قلب میں موجود نہیں، اس لیے ہم عقل سے یہ سمجھ گئے کہ روئی کھانے سے بڑے کام ہے، مرنے اصل میں روئی محبوب کا نام بیانی یعنی اس کا ذکر کرنا ہے۔ کھانا کھانے کی عادت نہیں، انہی کا صحابہ کرام اور اولیاء مرقدہ رتہ رتہ کھاتے پیتے۔ صبح پرانے حالت یہ تھی کہ وہ بھر گھوڑے کی پشت پر سوار رہتے، کھانے کی کچھ خبر نہ ہوتی تھی، ہر وقت جہاد میں مشغول ہیں۔ بعض کے پاس چند ٹکڑے مالتے وہ کھاتے پیتے تھے، اور بعض کے پاس دو چند ٹکڑے بھی نہیں ہوتے تھے کچھ روزی چند ٹکڑیاں ہی ہوتی تھیں جب ہوک سے سنا کہ اس دن منہ میں مال رائش کا بہہ دیا۔ چونکہ کھانے کھوڑے کی پشت پر سوار سوئے ہوئے اور جدوجہد کر کے صبح کھلے اللہ کرتے، بہر حال کس تو اس کا سمجھ جائے گا جہوں نے اس سے کھانے کو ترک کیا۔ کھانا کھا، کوئی کس میں بلکہ اہل کس تو کم ہی کھاتے تھے۔ ہمارے مشیخ اجماعی مختصر کھاتے تھے لیکن رات کو جب نور اللہ میں مشغول ہوتے تو شرم میں اس طرح ہمارے کچھ نہ کچھ یہ سمجھتا تھا کہ ہمارے گھر کے دروازے پر ذکر کر رہے ہیں۔ یہ قوت کھانے کی تھی، یہ روحانی قوت تھی جو اللہ سے پیدا ہوتی تھی۔

ادام کا کام انسانیت کا صراطِ مستقیم پر چلانا ہے یہی حاصلِ عبادت ہے جس کیلئے انسان کو پیدا کیا گیا۔ اس کی پیدائش کا اصل مقصد ہی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ ہماری عبادت کریں، اس مقصود سے ہے اگر ایک انسان عبادت میں لگ کر کام کرنا جائے اللہ کی طرف یعنی صراطِ مستقیم پر چلنا جائے تو یہ دنیا میں رو کر اس کا ہر کام باعثِ برکت ہوگا۔ اس سے زندگی کا مقصد پورا ہوگا، عبادت میں نہ لگا تو زندگی ایسا چلی گئی۔ کوئی زندگی کا مقصد ہی حقیقتِ اطاعتِ خداوندی اور عبادتِ الہی ہے۔ یہ مقصد زندگی پوری زندگی پر محیط ہے۔ عبادت فقط ہمارے نزدیک نہیں ہے بلکہ نہ اپنے، سونے، مانگے، چھتے پھر نے میں بھی عبادت ہے کوہِ اللہ تعالیٰ قیامِ مسجدوں میں نہیں ملتا، عمارتوں میں بھی ملتا ہے، سڑکوں پر ملتا ہے ہر جگہ اللہ کا جمال یکساں چل سکتا ہے اگرچہ گنہگار اور بد طریق شریعت کے مطابق چلے اور چاہے عبادت کا جہاد بھی ہو تو ہر چیز اس لیے عبادت بن جاتی ہے۔ جب تک انسان دنیا میں نہ ہو جسے عبادت اس کے ساتھ رہے گی۔ قبر میں جب پہنچے گا وہاں بھی عبادت ہوگی جیسا کہ عیسا، مرام کے متعلق فرمایا کہ یہ وہاں قبر میں رہیں، انہیں غم نہیں ہر سنتے ہیں۔ انبیاء کا تو بدن تک محفوظ ہے وہ تو بدن سے عبادت کرتے ہیں۔ ہمارا بدن تو مٹ جاتا ہے اس لئے بدنی عبادت پس رہے گی مگر روحی عبادت ہم بھی کرتے ہیں اور وہ قلب کے جذبے اور عقل کی عبادت ہے۔ روح عمل نہیں کر سکتی مگر جذبات سے عبادت کرتی ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ تمہارا شہر اس حالت پر ہوگا جس حالت میں موت آتی اور موت اس حالت پر آئے گی جس حالت پر زندگی گزرے گی۔ اگر زندگی دُور عبادت میں نہ آئے گی تو موت کے وقت بھی دُور عبادت کا ہی

دھیان ہوگا۔ جب قبر سے اٹھے گا جب بھی ذکر کا دھیان ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ اللہ جنت کو شیخ الہامی چائے گی۔ پورا ارادہ سانس کے ساتھ اللہ۔ اللہ جاری ہوگا۔ ارادہ ہی تہہ بہت نہیں۔ اس کا کلیف نہیں دی جانے گی۔ تم پیٹھ کے ذرا اللہ سر دھیان نہ رہا رہا یہ پٹھوہ دھو جیسی جگہ ہے۔ ہر وقت رحمت ہوئی نگران کے بلوں میں الہام کیا جائے گا "ہمس الخافس" تارک دنا ہے۔ ہر وقت سانس کے ساتھ اللہ اللہ جاری ہو گا اور مسلسل خدا ہوگی۔ اس کے علاوہ کھانے پینے کی چیز یہ بھی سونے لیٹنے کی محتاجی نہیں ہوگی۔

اس ارادہ، عمل و شعور سے اور اپنے معبود کو پیچوس بر عبادت کرتا ہے اور اس کی یہ شایع ہے۔ بہت طاقتور ہے عبادت کرتے ہیں ارادہ۔ فی دہی موفی عبادت ہی اس کے نفس کا تقاضہ ہے۔ اس لئے کہ میں گناہ کا مادہ نہیں "ہر ان برہی نہیں سمجھتا" دیکھیں گے نیکی کی کریں گے۔ انہیں اپنے نفس کا متاثر کر کے عبادت کرتا ہے، نفس چاہتا ہے کہ آرام سے پڑے سوئے کہتا ہے نہیں حائف انار کے جا کر پنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ اگر نفس کے ظلم کے مطابق چلو گے تو تیرا تو آزاد اور باغی ہے۔ اس کے حکم پر چلنے سے دنیا سے قی اور یہ محضرت، زندگی کے سارے ارادہ حکم خداوندی کے تحت کریں گے تو یہ عبادت سے اس میں خیر بہت ہوئی دنیا بھی سوسے قی اور اثرات بھی۔ لہذا صعبی تقاضوں کے مطابق کئے ہوئے کام میں وہ قابل توجہ نہیں ہوتے۔

اسلام کا تصور اخلاق، قرآن و سنت کی روشنی میں

(حمید اللہ شاہ ہاشمی)

اخلاق حسہ کی دعوت، تعلیم بھی قرآن مجید کا خاص الغاص موضوع ہے اور یہ بات صرف عقیدت متدینوں بلکہ بدنی لہجہ کی اور تحقیق بھی ہے کہ اخلاق کے بارے میں قرآن کی تعلیم مبنی جامع اسی معتدل اور مہلانی عوط کے اس قدر مطابق ہے کہ اگر اس بات پر عامل ہو جائے اور اپنی زندگی کے اخلاقی پہلو کو قرآن مجید کی اخلاقی تعلیم و ہدایت کا پابند بنا لے، اس بات کی صورت میں رحمت کافرشتہ ہوگا اس کا مکمل غمخوار خود رسول اللہ ﷺ کی دست اندازی تھی حضرت عائشہ کا مشہور ارشاد ہے: ”ہر آپ کے اخلاق بھی تھے جوت قرآن کی تعلیم ہے۔“

اسلامی اخلاق کے پھر یہ قرآن کریم کی روشنی میں کیا سمجھے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”بیشک اللہ علیٰ اعتدال اور احسان کا اور مال قرابت کو ہے کا حکم دیتے ہیں اور مکمل برادر اور ظلم سے منع فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو۔“

اسلامی اخلاق کا پسیدہ قرآن کی روشنی میں مدلل ہے۔ مدلل کا معنی سے برابری کرنا۔ کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مدلل و العارف کا حکم دیا ہے۔ شاہ ولی اللہ کی رائے تو یہ ہے کہ چار اصول تو ایسے ہیں جن کی تعلیم تمام انبیاء علیہم السلام نے دی ہے۔ کارن شریعت میں یہ اصول رائے ہیں۔ پسند اہل بیت علیہم السلام کی پائیزگی اور دوسرا اخبارت یعنی ہجرت و انگاری۔ تیسرا راستہ برائیاں اخلاق سے پرہیز ہے اور چوتھا اہل بیت علیہم السلام سے۔

اسلامی اخلاق کا دوسرا پسند احسان ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ”پسند“ سے

سوال یہ۔ احسان یہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ ہو سکتے تو کم از کم اس یقین کے ساتھ عبادت کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار احسان کرے کا حکم دیا اور احسان کرے کے بڑے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ سورہ البقرہ میں ہے۔ اور احسان یہ کہ اللہ احسان کرے وہ لوگوں کو پسند کرتا ہے

سورہ البقرہ میں ہے۔ "اور احسان کرے وہ لوگوں کو ہمہ ازگی بہت کچھ دیں گے۔" سورہ اسراء میں ہے۔ "بے شک اللہ ایک کام کرے وہ لوگوں سے بیزار کرنا ہے۔" اسلامی اخلاق کا تیسرا زریعہ وہ ہے قرآن بہت بار اس اور رحمتہ واداس کو کچھ دیا جائے۔ سورہ یسرا میں فرمایا "اور ہم قرآن سے وہ چیز انارہتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور مطالبوں کیلئے توبہ و سارہی خدا دے۔"

اسلامی تصور اخلاق۔

نیکی، شرافت، خدمت خلق، خوش اخلاقی، خوش مزاجی اور دیانت داری، انصاف پروری کے وہ کام جس کے پیچھے صرف اور صرف نیکی کا جذبہ اور اپنے خالق، مالک رب العالمین کو خوش کرنا ہو۔ اس کی اخلاقی ہوتا ہے۔ اسے اخلاق کے حامل شخص کے ذریعے ہی نوع انسان کو بہ نفع اور بے ضرر مفادات فراہم پھیرنا ہے اور کسی کی دل نزاری اور مال کا نقصان، غیہ کا کوئی احتمال نہیں ہوتا۔ دراصل یہی اخلاق، اخلاق مونا سے جوائے نیت کا شرب و رعنائی ہے اور یہی خالص نفس و سہا بہ مطلوب و محبوب سے اسی اخلاقی کے پورے

حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے فرمایا: "مسلم"۔
 "مسلم کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو پکس چھوڑے، ورنہ اس کو قتیہ جانے، پھر
 اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کر کے "مسلم" نے تم پر دیا، تنقوی یہاں ہے، یہاں ہے،
 یہاں ہے، اس کے براہوں کے سے کافی ہے کہ اپنے مسلم بھائی کو قتیہ جائے،
 مسلم کا مسلم پر سب سے بڑا حرج ام ہے۔ اس کا ثبوت بھی، اس کا مال بھی، اس کی سیر بھی۔
 (حوالہ مسلم شریف)

مسلم دوسرے مسلم کو قتل نہ کرے، نہ جائے طرہ یقین سے اس کا مال لے نہ
 اس کی سیرانی کرے۔ سماوی خلاق کا پیدا اصول یہ ہے کہ جو اپنے لئے پسند نہ
 ہو اس کے لئے پسند نہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب لوگوں کے ساتھ چاہا جائے تا
 رکھے نہ جو اپنے لئے پسند نہ اس کے لئے پسند نہ اس کے لئے پسند نہ اس کے لئے پسند نہ
 کو اس میں بھی برا سمجھے، مثلاً اگر اپنے دوست کی ناقص ممانعت یہ خیال رہے کہ میں قرص
 چاہتا ہوں جو جلد و جمل کرنا لہذا اس کے لئے اپنی پوسد کروں اور جلد اور اس کی طرح کر
 کسی ناقص چاہتا ہوں یہ ہے کہ اگر مجھ پر کسی ناقص ہونا تو میں مہبت کا خواستگار ہوں۔

سود میں جس خلاق کی تعلیم دیتے ہیں اس کا نمونہ رسول اکرم ﷺ کی داستان ۲ ہوا ہے
 رسول اکرم ﷺ کی حالت اطہر کو اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کے لئے نمونہ بنایا۔ آپ
 ﷺ بے حد خوش خلق و درمستحج تھے۔ کسی کا دل نہیں دکھاتے تھے اور ہر ایک سے بڑی
 محبت اور مروت سے گفتگو فرماتے تھے۔ چہ وہ مبارک ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ زبان میں اتنی محاسن
 تھیں کہ میں نے ان لوگوں کا وہ لہجہ نہیں سنا۔ جو سیم الفطرت محض آپ سے ملتا، آپ ﷺ کا ہی ہونا
 رہا تھا قرص خلیم نے آپ کی نرم مزاجی پر خوش خلقی کی شہادت دی ہے

یعنی اسے نبیؐ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ تم اس لوگوں کے لئے جو مہم مزاج خوش خلق و صالح ہوئے ہو رہنما رہیں تم تک حواہر تک دل ہوتے تو یہ سب نہارے گرد و پیش سے چھٹ جاتے۔
قرآن کریم میں حکم دیا گیا "یعنی اے مومن! لوگوں سے خوش نکلائی سے خوش ہو۔"

اسلامی اخلاقی قدریں اور اسلامی معاشرہ:

اسلام ایمان دین سے جو ایک مکمل نظام اخلاقی رکھتا ہے اور عقائد و مبادی کے بعد اخلاق پر زور دیتا ہے کیونکہ عقیدہ اور مبادیات نفس انسانی کی تہذیب (پاک، کرتے ہیں اور اخلاقی اس کو معادلات زندگی اور حقوق و فرائض کی بجائے ہری کا پابند بناتے ہیں اور عادات و اطوار و حالات کا موجب بنتے ہیں۔

اسلام خلاق پر خوف الہی و "شریت کی جو بدیہی کی فکر کو ضروری قرار دیتا ہے اخلاق خلق" کی جمع سے جس کے معنی مستحقیات یا شخصیت کے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ تعریفیں کرتے ہیں کہ "کسی ادا دیکھاوت، بن جا، خلق کہنا ہے۔ اور بعض خلق کی تعریف اس لحاظ سے کرتے ہیں کہ انسان کے رجحانات میں سے کسی رجحان کا اپنے جو امہ تسلسل کی وجہ سے غالب آ جا یا خلق کہنا ہے۔ کہ وہ بہتر رجحان جس خلق یا اعلیٰ اخلاقی ہے اس کے برعکس رجات میں حاصل اور برائی کا عنصر غالب ہو جائے تو اخلاق بد یا خلق اخیال بنتا ہے۔

اخلاق کی دو قسمیں ہیں اذن "خلق اعلیٰ وکم خلق" (خلاق پر اور ذلیل)۔ اخلاق فاضلہ یا اعلیٰ اخلاق میں صدق، صبر، توکل، ہمتی، ور، سیر احسن صفات شامل ہوں ہیں جبکہ اخلاق رذیلہ یا اخلاق اسفل میں جھوٹ، جرم، حسد، عیبت، چغل خوری، ظلم، ریا کاری، سرگرمی

میرے مسائل شامل ہوتے ہیں۔

اخلاق کا تعلق انسانوں کے مابین یا انہی تعلقات اور میل جول سے ہے۔
 غصہ، حلاق، سے پہچانا ہے جو فضائل اور اہل کا علم بچھے اور اس کی تفصیلات پر چوری طرح یہ
 مکمل روشنی ڈالے۔ تصور اخلاق دیا کے ہر مذہب میں پایا جاتا ہے اور سب اس کا ماحذ
 حکم الہی کو نقل دیتے ہیں۔ خواہ ان کا تعین مکمل طور سے ہوا ہو یا نہ ہو۔ مدام ماحذ حکم الہی
 کے ساتھ ساتھ عقل فی ہر دور کے لئے اہل کی "وارد یعنی فطرت یا وجدان" پر عقل یا ضمیر کو بھی
 ضروری قرار دیتا ہے۔ کیونکہ "مدام کا مثالی حکام اور ان کا اخلاق یہ ہے کہ وہ سمجھ کر اور
 نئے جہ میں اور ان کی احکام کے وقت ضمیر، وجدان عقل اور فطرت اس میں سوچا ہو۔
 اس میں جس قدر مطابقت و موافقت زیادہ ہوگی ان قدر روحانی کمال بھر حاصل ہوگا اور
 جس قدر ان میں تضاد یا تضاد پیدا ہوگا نئے گاتنامی کمال پہ نکلنے میں ہوگا۔ سو، ماسوا
 ایک جگہ تحریر کرتے ہیں کہ: "ادب کا خلاصہ پرستی اور نیکوکاری ہے۔"

اسلامی اخلاق اور عام اعلیٰ اخلاق میں یک چھوٹا سا فرق ہے۔ عام اعلیٰ اخلاق کی
 بنیاد انسانیت پر قائم ہے جبکہ اسلامی اخلاق کی بنیاد قرآن و حدیث ہے اور اخلاقی حدود و
 ضوابط اسلامی شریعت کی متعین آیتوں سے جو مستفاد ہوتا ہے قابل تغیر اصولوں پر قائم ہوتے ہیں
 مدام اخلاقیات کو انسانی شعور و فہم کے لئے بہت ضروری قرار دیتا ہے۔ "محمد ﷺ
 کی سیرت مہارت تمام انسانوں کے لئے اخلاق کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد
 فرمایا: "یعنی میں تو ای سے بھی گیا ہوں کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کروں۔ حدیث شریف ہے
 کہ "انسانی سعادت نفس سے اور حقاقت پر مبنی ہے۔" وہ کسی حدیث میں ارشاد ہوتا ہے

عبادت سے حسن خلقی افضل ہے۔"

اسلامی اخلاقی قدریں:

اسلامی اخلاقی خصوصیات حقیقت میں، اسلامی اخلاقی اقدار قدریں مشہور ہیں ہیں

1. رضائے الہی کا مقصود:

اسلامی اخلاقی قدر و قول یہ ہے کہ ہر کام میں خوشنودی، رضائے الہی کو مد نظر رکھا جائے اور اس کے سوا کسی قسم کی کوئی اور غرض شامل نہ ہو اور یہی عام علی اخلاق اور اسلامی اخلاق میں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا تُبَدِّلْ مَا بَدَّلَ اللَّهُ﴾ اور جو یہ تمام کام اللہ کی خوشنودی کے لئے کرے گا تو ہم اس کو بڑا پسند کریں گے۔ (النساء) بلاشبہ ہمارے اخلاق، اعمال اور رضائے الہی کے طلب کار ہوں گے، وہ اپنی حقیقی روح سے بھی خالی نہیں ہوں گے۔ جس کے کرنے کا ہذا ثواب اور اجر ہے اور جس کا مقصود، اللہ کی خوشنودی ہو اس کے لئے، یہاں وہ جان بھلائی سے ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے اور جنہوں سے بچے یا روکا جی طلب کیے صبر یا۔ (مائدہ)

2. امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

اسلامی اخلاقی قدر و رسم یہ ہے کہ نظام زندگی کے قیام میں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: "یعنی ایسی بات کا حکم دو اور بری بات سے روکو (لقمان)۔"

حقیقت میں یہ مسئلہ نبی کی اخلاقی ذمہ داری بھی ہے۔ وہ دوسرے انسانوں کو اپنی برائی میں مبتلا، بیکھریوں اور نیکیوں پر راہ راست پر چلنے کا خواہش پر میں توجہ دات کی مدد کریں

میں اسلام صرف اللہ کا محمود پیارہ بنی ہدایت کا نام نہیں ہے بلکہ وہ عمل کو اور اس حقیقت دیتا ہے اس سلسلے میں بھی ہدایت دینے والے کے لئے لازمی قرار دیتا ہے کہ پہلے وہ عمل ہو قرآن پاک میں ارشاد ہے: "یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ مَا كَانَ يَدْعُ إِلَى الْإِسْلَامِ" (توبہ: 112)۔ "اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال کا قربان ہو جاؤ اور اس کو مختلف دشاؤں میں اور مصیبتوں میں بھی جلتا رہتا ہے مگر کامیابی کی جیسے ہے چاہے عزم میں قائم رہے جیسا کہ ارشاد الہی ہوتا ہے۔ "جنگی دلت جتا اور یہی بات ہے کہ وہ رہو تجھ پر پڑے اس کو یہ داشت رک ہے بہت کے کام ہیں" (القصص) یہی اخلاقی قدر ہے نہ ان کے بدلے میں بھی نہیں اختیار کی جائے اور دشمنی کا جواب ہمتی میں دیا جائے مگر یہ اس اقداری ممکن ہو سکتا ہے جب یہ اخلاقی خوبی انسان میں پورے طور سے موجود ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: "جنگی اور پوری برائیتیں، تو پرانی کا جواب ہمتی سے دے، پھر دیکھ، وہ جس کے اور حیرت و حیرت دشمنی کے ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گمراہی سے وہ بات الہی و حاصل ہوتی ہے جو یہ داشت (ممبر ملتے ہیں)۔ (حم: 1-5)

3 اخلاق کی بالادستی کا قیام

اسلامی اخلاقی زندگی کا رجم اخلاقی کی بالادستی کا قیام ہے۔ اسلامی اخلاقی کے اصول نا کاٹے بغیر ہیں جنہیں بدو زمانہ و زمانہ ہی انسانیت کی ضرورتیں رہتی ہے کیونکہ یہ قدر یہ مستقل اور دائمی ہوتی ہیں۔ اسلامی اخلاق انسانیت کی اندر دی ہوئی اجتماعی زندگی کی تعمیر کرتا ہے لہذا اسلامی معاشرہ کی تعمیر میں اخلاقی بالادستی کا ہونا ضروری ہے۔ اسلامی نظام اخلاق کے احکامات ہیں پسند علی اخلاق سے متعلق اور دوسرے اخلاق بہ سے متعلق ہے پسند جس سے وہ اخلاق ہیں اس کو اختیار کرنے کا حکم یا گیا ہے، اس میں صدق و کمال، صبر، شکر، عفو و درگزر، تقویٰ،

پرہیزگاری، استقلال، سخاوت، شجاعت، علم و قیاد، خوش خلقی، شیریں کلامی، مہربان نوازی، ابرار، سب حلال، مہمانداری، نئے عہد، اتحاد، مساوات، صلح پسندی، ناپ تول میں ایمان، شرم و نیا، فتنہ جہ سے نفرت، غلاموں، مکروہوں، غوثوں کے ساتھ حسن سلوک، دوسروں کو برا بھلا کہنے، مہم بھرے اور بے القاب دینے سے اجتناب، تمام الدین کی خدمت، چھوٹوں پر شفقت، چانور میں پتہ، قنادی کی عیادت، امیر و مامور کی اطاعت شامل ہیں۔

دوسرے حصے میں بڑے حلقہ کی بری خصوصیات شامل ہیں جن سے بچنے اور دور رہنے کا حکم دیا گیا۔ اس میں جھوٹ، حسد، ظلم، غرور، تکبر، تبہ، عیبت، دھوکہ، خلافی، راج و بدگمانی، پھل خوری، مصلحت دہی، منافع خوری، رشوت خانی، شراب خوری، بے حیائی، بدکاری، چوری، ادا کر زنی، منافقت، تعصب، تنگ نظری، خست گیری، جھگڑا، رومدین کی مافرمائی، استکبار پسندی، تخریب کاری، بھیڑ مضمون پائیں شامل ہیں۔ امدادی اخلاق کی تفصیلات میں "مختصر صلی" کے دو حصے بیان کیے ہیں۔ ہر فرض کے کچھ باتوں کا قلم دیا گیا ہے اس پر غور بھی عمل کریں اور معاشرہ کے دوسرے الزام کو بھی اس کا پابند بنائیں۔ ان طریق جن باتوں سے بچنا چاہیے جان سے خود بھی پرہیز کریں اور دیگر افراد کو بھی اس سے بھر بھیس۔

اسلامی معاشرہ اور اخلاق

اسلامی معاشرہ کی اساس قرآن و سنت ہے۔ اسلامی معاشرہ کا مقصد امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔ جو اپنی بہت میں رنگ و نسل، وطن و زبان سے بلند و بالا ہے اس بہت کو وحدت بخشنے کے لئے سدھ ایمان، عقائد، حقوق، فرائض، معاشرت اور قوانین کا ایک سرور و رابطہ عمل کام کرتا ہے۔ معاشرہ کے افراد میں احسان، محبت اور خصوصیت

ر میں قائم ہوں اور وہ نوع انسانی کی خدمت کرئیں۔ سبز دھنوں و پرہیزگاری اور ترقی،
فرض شائع، پاک ذات اور عاقبت نیکیشی سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (ارشادِ تم
میں سرورِ دنیا، شخص، اے جو سب سے بڑا و پرہیزگار ہے۔ (الفرقان)

اسلامی معاشرہ کی نمایاں خصوصیات میں مقامِ بدو، انسان کی یکسانیت، مساوات،
عدل و انصاف، سماوی زندگی، مالی امداد، توقعات اخلاقی و عادات کی تعمیر و تکرار و عقیدہ کی ترویج
بیکار ہونے سے امتزاج، نیل کا فروغ اور برائی کی بھیج گئی، بدیہی رواج، وسعتِ نظر و علم،
انکسار کی سیاسی تہذیب، سلی آزادی، جہالت اور عدم دروازے کی اپنی اور اس کے امتزاج، مساوات میں۔
اسلام میں اخلاق کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے کیونکہ اخلاق کے ذریعے انسان کی
کردار کی تعمیر میں نمایاں اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: "بندوں
میں اللہ کا سب سے پیارا وہ ہے جس کے اخلاقی سب سے اچھے ہوں۔" (طبرانی) و دوسری
جگہ فرمایا: "مسلمانوں میں کامل یہ ہے اس کا جس کا اخلاق سب سے چھ ہے۔" (ترمذی،
ابو داؤد)۔

اسلامی معاشرہ کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس کے افراد اپنی انسانی خواہشات
کو حل نہیں کرتے بلکہ

اسلامی معاشرہ کی خصوصیت حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے ظاہر اور
و منجھ جاتی ہے کہ "مسلمانوں کے دلچسپی میں رحم و کرم اور میل جول کی تصویر دیکھی ہو تو وہ خود
اس کے اپنے جسم میں نظر آئے گی۔ پس کے کسی عضو کو اگر تکلیف پہنچے تو سارا جسم بے قرار
ہو جاتا ہے، یہ جانتی رہتی ہے اور بیکار رہتا ہے اور جب تک اس عضو کی تکلیف نہ ختم ہو وہ
کو نہیں نہیں" تا (مشکوٰۃ شریف)۔ (یعنی یہ حال اسلامی معاشرہ کا ہونا چاہیے)

حقیقت میں اعلیٰ اخلاقی کردار سے مراد ہے وہ کردار جو فطرتی اخلاق سے مزین ہو۔ "فضیلت ہر وہ صفت ہے جو روح کی عظمت و بزرگی کی وسعت، قلب کی گہرائی اور مزاج کی اعتدالیت و تقویت ہے۔" (حجۃ اللہ سالک، ابدہ الکار، اصل یہ وہ خصوصیات ہیں جو مقصد کی حقیقت و ظاہر کرنی ہیں لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ علامت جو انسان کو نیوال سے ممتاز کرے اور نیوال پر اس کی برتری ثابت کرے وہ اخلاقِ فاضلہ سے اور اس کے برعکس ہر وہ صفت جس سے ان خصوصیات کی پانچوں اقسام ہواحد ہی ہو جس سے پس طہ ہو یا اعلیٰ اخلاقی کردار اس وقت کہا جا سکتا ہے جب وہ خلقِ خدا کا پابند ہو اور اخلاقِ بد سے دور ہو۔ خلق اس حکمِ تقدیر کو سمجھے پس جس سے انسان کا افعال حسن کا بیجا لانا آسان ہو جاتا ہے۔ انسان جب کسی بڑے کام کا ارادہ کرتا ہے تو نفسِ لوام سے روکتا ہے اور یہ اندرانی آواز (ضمیر) اس کو بچانے کی کوشش کرتی ہے۔

حلال اور حرام کا اسلامی تقوُّم (از خطباتِ حرم)

(امام ركعه نشيخ عمر الو حرم السمسر ترجمه شمس الدين بن كثير)

”تمام ہمارا اللہ ہی کے ہے ہے جس کے ہمارے ہے پائیر، چڑھیں حلاں کہیں

۱۰۔ مناہج کے چیزیں حرام۔ میں انہی کی حمد و ثناء نہ کروں، اس کی جنتوں کا اعتراف کرتے ہوئے

اسی راستہ عالی کا شکر دار رہنا ہے۔ اس کے حسانات کا شکر ہے حد شکر گزار رہوں۔ اسی فی ثناء

پاپ سنا موں پھیر کہ حق ہے۔ یقیناً اس کی امت فاضل سائنس اور انجی حرد و شکر ہے۔

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی

شریک نہیں۔ اس سے آگے بڑھنا کئے دروازے کھولے جائیں۔ نام نامی مرم سے بچے

رہنما، رئیس و رئیس و جانیوں۔ کاروبار، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے، رسول

ہیں، آپ کا حق مخلوق میں سب سے بلند ہے۔ لہذا بے شمار نعمتیں، سہولتیں، اور کئی چیزیں

۴۔ پینے والے پانی کی جگہ پر اور صحابہ کرام و تابعین پر پوری امت تک آئے والے ان لوگوں

$$r = \sqrt{\frac{1}{2} \left(\frac{1}{\lambda_1} + \frac{1}{\lambda_2} \right)}$$

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ - اس کا شکر ادا کرو گے اس نے ہمیں اسلام کی نعمت

سے مر / زخمی ہو۔ ہمیں حال کارما سے بچنا ہے۔ اس کا نام ایک فصل دین اور

صراطِ حیات ہے، اس میں رہنمائی کے ہر شعبے کے پارے ہیں بحرِ یورپیہ نہایت ہی نئی ہے۔

الذی تعالیٰ کے حقوق اور معاملات صاف و رواح استوجب میں بتانے لگے ہیں۔ رہنما جاننے کے

بابرؑ! رحل طریقوں کی شانددی نئی ہے۔ جس میں ہم پہلے مصالحت اور فیصلہ سے اس

رستہ کو اپنے لئے میں چاہوں گی روک ٹھام ہے، امدادی طریقوں پر عمل کرنے سے غائب

وَمِنْهُمْ مَن يَدْعُو إِلَى الْوَحْدَانِيَّةِ وَيَقُولُ سُبْحَانَ اللَّهِ مُشْرِكُ بِهِ ذُنُوبٌ هِيَ كَأَنِّي ضَلُّتُ عَنْهَا وَإِلَٰهُكَ اللَّهُ الَّذِي لَا يُدْعَىٰ مَعَهُ شَيْءٌ مِّمَّا يُدْعَىٰ بِهَا وَإِن كَانِ مِن شِئْءٍ إِلَّا إِلَٰهُنَا وَنَحْنُ عِبَادُ اللَّهِ مُخْلِصِينَ لَهُ دِينَهُمُ الْمُؤْمِنِينَ

طرح عقائد اور عبادت کے مکمل میں ہماری رہنمائی کی ہے اسی طرح ہمیں اپنے معاملات و زندگی کیسے بھی بہترین تعلیمات سے نوازا ہے۔ اس کیلئے شریعت اسلام نے اعلیٰ اصول، قواعد اور آداب بتائے ہیں۔ اس پر عمل کرنے میں سب کیسے رہی؟ سہولت رکھی ہے۔ یہ کسی پر ظلم، نہ کسی کا استحصال، یہ حقوق کی چھیڑا تھی، نہ کسی کے ساتھ خیانت اور بے ایمانی۔

ہمارے اس حنیف کے طریقے سب کیلئے راحت بخش اور فیض رسا ہیں فرمایا ہی ہے **قرجہ** ”اے جو جوانیاں! اے عورتیں! تم آئیں میں ایک دوسرے کے مال، حق نہ کھاؤ مگر یہ کہ بیسیوں رسا مٹدی، سے تجارت ہو ورتم آپ آپ کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر بہت رحم کرنے والا ہے۔“ اور جو شخص سر نشی اور ظلم سے اپنے (مافرمائی کے) کام نہ کرے گا تو اسے ہم جہنم میں دلیں گے اور یہ اللہ کے ہے بہت آسان ہے۔“ اور فرمایا

قرجہ ”اور تم اپنے مال تمہیں میں ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ اور تمہیں حاکموں کے پاس سے جاؤ تا کہ تم لوگوں کے مالوں میں سے کچھ مال گناہ کے ساتھ کھاؤ، حالانکہ تم جانتے ہو۔“ رسول اکرم ﷺ نے اپنے اہم ترین خطبہ میں عرفہ کے دن فرمایا

قرجہ ”بے شک تمہارے غصے اور مال تم پر حرام ہیں جس طرح تمہارے حق کے دن و حرمت سے تمہارے اس مہینے اور تمہارے اس شہر کی حرمت ہے۔“

رسول اکرم ﷺ نے مزید رشتہ فرمایا

قرجہ ”کسی انسان کا مال جائز نہیں مگر جو وہ اپنی رضا اور خوش دلی سے دے۔“
پہلے نے فرمایا

قرجہ ”بے شک اللہ تعالیٰ پاک سے اور پاک سے چیزیں ہی قبول کرتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے ساموں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو آپ رسولوں کو دیا چنانچہ فرمایا:

ترجمہ "اے رسول! تم پائیز و چیزوں میں سے کچھ اور نیک عمل کرو، پہلے تم جو عمل کر رہے ہو ان سے خوب جاننا ہو۔" کوہرنی جگہ رشا فرمایا

ترجمہ "اے لوگو! جو یہ سلائے ہو ان میں سے پائیز و چیزوں میں سے کچھ جو ہم سے تمہیں درق کے طور پر دی ہیں۔"

پھر آپ ﷺ نے ایک آدمی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا

ترجمہ "اداری جو وہ روزانہ کام سر کرے اس کے ہاتھ پاؤں ارد گرد میں اٹے ہوئے ہوں، وہ اپنے وقتوں کا تھکاوٹ مہاجرین سے آس پاس طرف پھیل دینا سنا رہا ہے۔ اسے میرے رب سے میرے رب! نہیں اس کا کھانا حرام کا، اس کا پینا حرام کا، اس کا لباس حرام کا اور اس کی روٹی حرام کی لہذا اس کو دعا کیسے بولنی چاہتی ہے۔"

محترم بھائیو! ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے معاشرت ٹھیک رکھے، شریعہ و فرائض، کرایہ اور قرض، دین و تجارت، حج و کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطابق عیام وے، ولگت تاجہ دیا ہوئے جمہور نے اپنے دین کے صرف ایک حصے، یعنی عبادت پر تو عمل کیا لیکن معاملات میں اپنی مرضی پر چلتے رہے۔ ان کو انہوں نے صرف عبادت و حد تک محدود کر دیا، وہاں سے یہ نہایت کی وجہ سے ہو یا دین سے پھرا بی اور یا کے لالچ میں پھرو وہ اس حد و رستے پر درمیکل گئے حتیٰ کہ انہیں اس کی کوئی پرواہی نہیں رہی کہ مال کیسے حاصل ہو رہا ہے بعد ازاں طریقے سے یہ حرام راستوں سے، اس میں اتنی سے کسی پیدا ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ راستوں سے اس کو رہتے ہوئے انہیں احساسِ مذمت تک نہیں ہوتا۔ مال و دولت کی حرص نے انہیں اتنا اندھا کر دیا ہے کہ وہ دنیا کے لالچ میں دین تک کا سودا کر بیٹھے، ورنہ وہ دین و دنیا کی محبت نے انہیں اللہ اور رسول سے غافل کر دیا، ورنہ بعض لوگ سود خوری میں مبتلا ہو گئے اور

قرجہ "صورت حال یہ ہے کہ ہمیں بڑھتا کوئی گوشت، جس کی حرام سے شک و سہا ہوں ہو مگر ہنگ اس کے نزدیک حلال ہے۔"

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایات میں سے کہہ دی کہ محمد ﷺ نے فرمایا **قرجہ** "سب کوئی منہ حرام مانتا ہے اور ترجی کرنا ہے تو اس میں ہر کت نہیں ہوتی، وہ خیرات، پناہ ہے، قبول نہیں ہوتی اور اگر آپ پیچھے ہٹ کر پھوڑ جاتا ہے تو اس کیسے جسم کا توشہ رہ جاتا ہے، ہے شب اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعے نہیں دیکھتا، ایتہ برائی کو نیکی کے ذریعے دیکھتا ہے۔ بد شہ گندگی گندگی کو تیر نہیں دیکھتی۔"

۔ اگر آپ اسلام "حرم نماں اور غیر اسلامی معاملات سر سر مصیبت ہیں۔ بیڑ نیا میں تھے اور مشیت میں مذاہب جہم کا پکا حث ہیں، پھر ایک مسلمان کے لیے یہ کھڑکھٹ کے کہ وہ اپنی حث و عیب یہ سننے اور سننے بھی تک اور دکان انجیم سے اپنی حاصل کرے کے بعد پھر بھی اس میں طوشت ہو۔ یہ یہ کہہ دیں سے پھر ارک اور عقل بشعور میں عقل کی دیکھ نہیں؟ رسول آرم ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا ہی؟ گاڑا دیا تھا

قرجہ "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ؟ نئے گا جس میں انہاں اس کی پروا نہیں کرے گا۔ وہ کیسے دیکھا ہے حلال سے یا حرام سے۔"

شاید ہمارا یہی وہ زمانہ ہے جس کا حدیث میں ذکر کیا گیا کیونکہ حرم کا روبرو کی تھی کثرت ہو گئی ہے کہ بہت سے مسائل بھی اس ریلے کی زد میں آ گئے، بھوکا اور قریب سے کر وہ لکھنا، دوسراں کو نقصان پہنچنا، جو اپنی ذمہ داریوں کی انجیم دی میں خیرات سے وہ امراض میں حوتہ و مفاثرے میں ہائی شکل اختیار کر چکے ہیں۔

ایک ادارے میں کام کرنے والا اگر اپنی ذیل انجام دے اور لوگوں کو تنگ کرے تو وہ اپنے

ہام میں ظلم اور ہردین نئی کا مجرم ٹھہرے گا، جو خوف ہو و حاصل کرے گا و حرام سمجھی جائے گی کیونکہ جس مقصد کے لیے اسے تنخواہ دی جا رہی ہے وہ سے پورا نہیں کر رہا۔ اکثر وادوں میں یہاں تک نوکری پہنچی گئی ہے کہ لوگ بغیر رشوت کے اپنی ڈیوٹی بھی انجام نہیں دیتے۔ یہ مسلمانوں کے ساتھ ظلم ہونا ہے۔ میری محنت اور شہادت ہے۔ وہ ناتجربہ دیوینیت کے ذریعے کام پور کرتا ہے، وہ بیچارہ جتنی رشتہ کاروں کے اور جھٹ کے سپرد، فساد رشتہ کرتا ہے، ناپتوں میں لگی کرتا ہے یا اس چیزوں کی شجرت کرتا ہے جو شرعاً حرام ہیں وہ سب کے سب گناہگار ہیں۔ کچھ لوگ اپنے ماتحت ملازمین پر ظلم کر رہے ہیں، ملازمین کے حقوق دیا نہیں کرتے اور محض لوگوں کے مال میں نہیں برتتے ہیں، ان کو مایوسی و جاکوں پر تھکاتے ہیں۔ کچھ لوگ تو نہایت بھلی طرح کر چکے ہیں، وہ جوا، لٹری اور غلامی قسم کی مشورتن کے ذریعے دولت لاتے ہیں، کچھ لوگ ظلم اور دینا ہی سے دوسروں کا مال چھینتے ہیں۔ ان کا ملک پر قابض ہو رہا ہے ہیں، اس پر یوں میں ہونے کی کوٹ ہوگا، چاہے وہ افراہوں یا ادارے سب کے سب اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہوں گے۔ یہ دہدایاں ہیں جس کا ذکر کرتے ہوئے بھی یک غور مسلمانوں نے اس پر کھڑا ہوتی ہے لیکن یہ ایسی جاکوں ہیں جو ادارے معاشرے میں موجود ہیں اور ہماری اخلاقی قدروں کو خدشہ برپا ہیں۔ اگر کوئی ان کا جائزہ لے گا چاہے کسی مارکیٹ یا بار میں چلا جائے اور وہاں جو کچھ سوسائٹی اس پر نظر ڈالے، چاہے وہ شیانے خورد و نوش ہوں یہ مہجوریت کا ہر رہو، سوار یوں کی مارکیٹ ہو یا یہ انوکھا کار پارک ہے، اگلے، صاف دکھائی دے گا کہ ہمارے یہ بار بار ہماری شہریت سے، ہر جگہ چلے میں شرعی قوانین اور اس تو ہمیں میں مہجور فرق دکھائی دے گا۔ اگر کوئی عدالت کا رجسٹر ہے اور وہاں نہایت سخت مانت کا جائزہ لے لے گا۔ اس پر اس سے ٹھس مٹاؤ، نے کے لیے سے سے معام اس سے ہیں تو

ایک مسلسل کامِ شرم سے جھک جائے گا۔

معترضین جو "اللہ کا حقوق اختیار کرنا۔ اپنے کاروبار اور کمائی کا جائزہ لینے رہیں۔ خوب جائز ہوگا۔ ہمارے شہر میں یہ سنا رہا ہے" اور ہم نے دیوی بچوں کے پیٹ کی طرح بھر رہے ہیں "ماتہ بر" دی کو چاہیے۔ اپنی تجارت میں چٹائی اور اسلامی اصولوں کو سامنے رکھیں، نئے خوش بخت ہیں وہ لوگ جو طلاق پر پتہ سے ملے ہیں اور کیسے بد بخت ہیں وہ لوگ جو حرام روزی سے قسم پڑی کر رہے ہیں۔ ممتہ ہم بھی یہ حقوق العباد کا معاملہ ہی ادا کر رہے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

ترجمہ "جس شخص کے ذمے آپ کسی بھائی کی عزت سے متعلق یا کسی اور چیز کے متعلق کوئی حق ہو تو اس سے معاف کر لے۔ وہ سے حق ادا کرے اس دن سے پہلے جس میں رپوڑا پورا حساب چکایا جائے گا، درہم اور دینار (کا معاملہ) نہیں ہوگا (بلکہ) اگر اس کی نیکیاں ہوں گی تو ظلم کے بربرہ ہی نیکیاں اس سے ملے جائیں گی (اور ان مظلوموں کو دے دی جائیں گی جس کے حقوق غصب کیے گئے تھے) اور اگر اس کی نیکیاں نہیں تو مظلوم کے ساتھ ظالم کے کھاتے میں ڈال دے گا میں جسے۔"

معترضین جو "میں بھائی کا حساب سن رہی ہوں اور بھی"۔ حسبِ تم سے اللہ مرہم! ایک ایک پانی کے بارے میں سوال کرے گا، وہ دن آئے گا کہ اس وقت ہوگا، اس وقت کی ہوائ کی سوشل اڑا دے گی، ماں اپنے شیر خوار بچے کو کھول جائے گی اور حامد عورت کا حمل سہ قسطہ ہو جائے گا۔ اس وقت کسی شخص کے کفہ میں سوال کا جواب ہے میری بھی نہیں لیکن کے اس کے مال کے متعلق ہاں میں پوچھی جائیں گی کہ کیسے کیا؟ اور کہاں ترقی یا جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے

ترجمہ "میں اس خوب و نیاری کرتی ہوں پھر وہ ستر کے پردوں میں ہمارے ہاں نہیں

گنگ بیو جانیں گی اور کوئی جواب نہیں ملے گا۔ اللہ عزوجل ہم سب کو حلال دے اور حرام سے باز رکھے۔ سب کو نیک و عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے۔

لہذا اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا، پابندی و بندہ کف والی چیزوں کو نہ خریدنا، نہ بیچنا۔
 اللہ تعالیٰ صرف پابند و پیر ہی قبول کرنا سے عدل اور حرام کے معاملات میں بہت ہوشیار رہنا۔
 اگر کسی مسئلے میں لوگوں کے مابین حلال و حرام سے معلوم نہ ہو، شک و شبہ کی چیزوں سے پابندی نہ ہو۔
 مشابہت حرام کی طرف لے جائے گا درجہ ہیں، مومن اگر مومن کے لئے ارشاد فرمایا ہے
 قرآن مجید ”وَلَا تَقْرَبُوا مَالَهُمْ“ سے متنبہ نہ ہو، حرام بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے مابین کچھ چیزیں
 مشابہت ہیں جس کو لوگ نہیں جانتے، جو اس سے بچ گیا اس سے بچا ایمان داری اور عزت
 کو بچا لی اور جو مشابہت میں داخل ہو وہ حرام میں مبتلا ہوگا۔“

مختتم میں یہی ہے۔ بے معاملات کو بہت صاف تھرا رکھو اپنے کام اور اپنی ذہنی قیادت میں دینی مسائل کی وضاحت اور رہنمائی کا کام اظہارِ حجت میں سچائی کو اپنا لو۔ یہی احتیاط کا تقاضا ہے۔ یہی خواہش اور حجام کے ساتھ خیر خواہی ہے۔ یہی عمل مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی اور اخوت و سلامی کا مظہر ہے۔ یقیناً نیچے سب حلال سے بڑے سکون اور اطمینان حاصل ہو گا جس کے تمہاری ابراہیمؑ پر ہونے والے اچھے اثرات عرف ہوں گے۔ اس یا میں ہر قدم دین میں یہی بات دینی چاہیے کہ قیامت کے دن مشرک کے جہنم پہنچا میں نہیں ایک ایک پانی کا حساب رہا ہو گا۔ ہر حلال روزی کی ہمارے یہ دنیا میں سکون کی ضمانت اور اثرات میں نجات کا ذریعہ ہے۔ دین اسلام پر پھیلے ہیں نبی کریم ﷺ رحمۃ اللہ علیہ، رہبر عالم حضرت محمد ﷺ پر جس کا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے۔

توبہ کی حقیقت

(اَدَّ كَثْرَ مَلِكٍ عَلَامَر مَرْنَصِي)

”اے ایسا، اب اللہ کے حضور یہ نصاب کر رہی تھی تھی تو یہ اس کا نتیجہ یہ اٹکے گا کہ اللہ تعالیٰ سہاری بدیاں نہ دے گا یہ گئے اور تمہیں اپنے باغات میں داخل فرما دیں گے جس کے پیچھے یہ تھی ہیں۔“

نصرت کا لفظ صبح سے نکلا ہے جس کے معنی خیر خواہی کے ہیں۔ (توبہ کے معنی رجوع کرنا کوٹ مائرش سے باز آ جانا اور طریقہ بدی کی طرف پٹ آنا۔)
توبہ بصوح کی تشریح:

عربی میں غسل ناصح خالص شہد کو کہتے ہیں جس سے صوم وغیرہ کی عادت نکال دی گئی ہو نصاحۃ الثوب عربی میں اہڑے ہوئے کپڑے کو پیشہ ور مرمت کرنے کے ہیں۔ اس اعتبار سے توبہ بصوح وہ توبہ ہے جس میں انسان اپنے ساتھ خلوص اور خیر خواہی رکھے۔ بے غش کو خالص کرے اور گناہوں کو دور دے جس سے اس کی شخصیت میں بدعادت اور رازیں بڑھ گئی ہیں ان کی مرمت کرے۔

دادہ عھیان:

انسان کی طبیعت میں گناہ کا میدان بڑھ رہا ہے۔ حدیث شریف میں ہے
”سارے نبی آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو خطا سے توبہ کریں۔“

کھانا اس سے ہوتی ہے سوائے انہیں، کے کوئی اس سے معصوم نہیں۔ اس سداہ

میں میں قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

- (۱) پہلی قسم تو یہ ہے کہ گناہ کر کے سرے سے انکار کر دیا کہ ہم نے گناہ کیا ہی نہیں۔
- (۲) دوسری قسم یہ ہے کہ گناہ کیا مگر اس کے بارے میں کوئی شہادت نہیں ہے جس طرح شیطان نے کیا تھا۔ چودہ گناہ سے انکار کر کے بہانہ یہ تھا کہ: (کہ میں نے تہہ اس نے نہیں کیا)۔ میں آدم سے بہتر ہوں، آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے۔
- (۳) تیسری قسم یہ کہ گناہ یا نہیں اعتراف گناہ کر لیا اور معافی مانگ لی۔ دوسرے یہ ہیں کچھ یہ۔ اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کے قریب جانے سے روکا کہ اس کے باطن میں تو پھر پریشان تھے کہ اب یہ سب کچھ؟ اب تو اللہ تعالیٰ سے کیسی پوچھتے ہیں۔ اے اللہ بتا میں کیا کروں؟ پہلی مرتبہ گناہ ہو گیا ہے چھوٹے میں نہیں آتا کہ اب کیا کریں۔ چھٹے روز سے میں قرآن مجید میں آتا ہے۔

ترجمہ: 'ہم نے اپنے پروردگار سے (معافی کے) طلب کیے ہیں اللہ تعالیٰ سے معافی فرما۔'

اللہ تعالیٰ سے پوچھتے ہیں۔ اے اللہ بتا میں تجھ سے معافی کیسے مانگوں؟ کتنی معصومیت سے اس بات میں 'میں' ہے ہی سے اس بات کے اندر اے اللہ! گناہ ہو گیا ہے پتہ نہیں معافی کیسے مانگوں؟ آپ ہی بتادیں۔ معافی کیسے مانگوں؟ تو اللہ تعالیٰ سے معافی کے کلمات سنیں۔ ہے اور معافی فرمادہ کلمات یہ تھے۔

"اے تبارے پروردگار! ہم سے بڑے گناہوں پر ظہم کیا۔ اگر آپ نے میں معافی فرمائی تو ہم تبارے پروردگار میں گم ہوں۔ تو یہ میں قسمیں نظر آتی ہیں۔ گناہ سے بڑے گناہ ہیں۔"

لوگ گناہ کے پہاڑے بنائے والے لوگ اور اعترافِ جرم نہ کر کے توڑ کرے والے لوگ۔
 آدم و ابلیس میں بیاد کی فرق یہی ہے۔ حتیٰ آدم سے بھی سوئی ابلیس سے بھی ہوں۔ مگر ابلیس
 اڑ گیا۔ اس سے پہاڑے بنائے اور قسے گھڑے اور آدم فخرِ چشماں ہو گئے اور تو پتہ استغفار
 میں ملک گئے۔

گناہ کی حقیقت

کس طرح سے انسان کو حق کی معرفت ہونی چاہیے اس طرح سے باطل اور گناہ کی
 بھی پیچیدگی ہونی چاہیے۔ گناہ کی حقیقت اللہ کی ملامتی سے، غم اور دُکھ اور بد نصیبی ہو۔
 اس میں ایک بہت بڑی غلطی نام سے یہ رو دھوتی ہے کہ ہم اس گناہ کو گناہ سمجھتے ہیں جس میں
 لوگ برا سمجھتے ہوں اور لوگوں میں جس چیز کا رواج ہو چکا ہو اس سے اور گناہ نہیں سمجھتے۔
 مثلاً عیب کرتے رہنا اس کا رواج ہے۔ دیکھا ہے کہ لوگ مسجدوں میں بیٹھ کر عیب
 کرتے ہیں۔ تھوٹ بولنا ایک مضمون بنا ہوا ہے۔ رزقِ حرام کھانا سووی مار دیا لوگوں کی
 نظر میں یہ بولی برائی نہیں۔ ہم اس گناہ سمجھتے ہیں جن کو لوگ برا سمجھتے ہیں۔ جس کو خدا برا سمجھتا
 ہے ہمارے نزدیک گناہ نہیں سمجھا جاتا۔ ہم نے اپنی طرف سے گناہوں کی ایک فہرست دل
 میں بنالکھی ہے۔ میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ ہاتھ میں مسیح لے ہوئے ہیں اور مسلسل جاری
 ہے اور رسول کی قسط و مصل برائے چلا آ رہے ہیں اور انہیں اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی۔
 اس لئے سوچوں کے نزدیک گناہ نہیں ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ اس چیز کو برا سمجھا جائے جس
 کو خدا برا سمجھتا ہے۔ میرٹ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”میرٹ کا گناہ ہے۔“
 زیادہ شدید ہے۔

کسی رونا کار کے پارے میں یہ کہنا کہ وہ زانی ہے یا ”اس سے زنا کیا ہے؟“

اس کے دماغ سے سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے۔ لیکن اس کا تو رواج پڑا ہوا ہے اس لیے عمر زنا کو بہت بڑا گناہ سمجھتے ہیں مگر اس سے بھی سخت گناہ غیبت و اپنی تہ رکر وہ گناہوں میں درست میں جگہ نہیں دیتے۔

بزرگ لوگ گناہوں میں الہامی روئے دکھاتے ہیں۔ اہل علم بہت اٹھتے ہیں۔ لیکن اس میں روئے دکھاتا ہے۔ بعض لوگ اس کی مثال خارش سے دیتے ہیں کہ تھوڑی دیر بیٹے تکلیف ختم ہوتی ہے پس بڑھتی چلی جائے گی۔ خارش کرے۔ اگلے کو کوئی اطمینان نہیں ہوتا۔ خارش کا مریض جتنا خارش کرتا ہے اتنی ہی خارش بڑھتی چلی جاتی ہے۔ گناہ کی اصل حقیقت اللہ کی نافرمانی ہے اور اس کی ظلمت غمست و ہیرہ سے بچنے سمجھنے کی جو مدد حسب اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہے، رعیت کر رکھی ہے، منع ہو جاتی ہے۔

توبہ کی حقیقت

گناہ سے توبہ دینی چاہیے اور اس سے پہلے توبہ کی حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے۔ علامہ رحمتی رحمہ اللہ نے ”توبہ“ میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ایک بیان کیا کہ جو کہہ رہا تھا میری توبہ میری توبہ میری توبہ آپؐ نے فرمایا کہ ”یہ جھوٹے ٹوکوں کی توبہ ہے“ وہ بے چارہ پریشان ہو گیا۔ اس سے نہ سمجھے بتائیے کہ توبہ کیا ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا توبہ توبہ میں چھ باتیں ہوتی ہیں

۱۔ توبہ امت

پہلی بات ہے توبہ امت، مساری اپنے پورے ماضی پر اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمسار ہونا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بعض لوگ صرف اسی جہ سے جنت میں چلے جائیں گے کہ ان کے گناہ زیادہ دیوبندوں کے گناہوں سے بہت شرمسار ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے

قرجہ اگر تو لوگ اٹے کٹا کر کھا کر آناں تک تمہارے کٹا ہوا پہنچ جائیں اور اس کے بعد تم حج حج شرمسار ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمادیں گے۔

ایک حدیث میں "نا بے کھ" تو پہ شرمساری کا نام ہے۔ "یعنی جو شخص حج حج بدل میں شرمسار ہے وہ نا بے کھ ہے۔ برتنوں کا اس سلسلے میں جو عمل رہا ہے وہ بہت عجیب ہے۔ مثلاً ایک برگ کا قوس ہے کہ اللہ مجھے شر کے دس ٹکڑے کھانا تاکہ میں خیر سے رہ سکوں شرمسار ہوں۔ یہ خواست دلِ ہیبت ہے سلام دعا اقبال اس ہیبت کا اظہار یہ فرماتے ہیں۔

تو فحشی ڈنڈہ دو عام مہینے

روزی بخیر گزار دے کت چاند

وہ رب ہم اتو بیتی ماگزیر

از چکا مصطفیٰ پس بکیر

تو بہ جہان سے غنی و بے نیاز ہے۔ میں حیرا محتاج ہوں۔ اگر تو مجھے قبول فرما ہے تو میرے سارے سناہ و سناہ روز بکیر چھ سے بعد نہیں ہے اور اگر تو نے یہ کہاں ہی رکھی ہے کہ تو میرا حساب لے گا تو ایک درخواست یہ ہے کہ میرے سارے سناہ کو خصوصاً حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پیشہ ور رہن سناہ کے سارے شرمسار نہیں ہونا چاہتا بلکہ صاحب کا ایک شاعر ہے کہ

مونی کچھ کے ثمان سیری ہے چکن لے

قطرے جو تھے مرے عرق انصاف کے

"کہ شرمندگی نہ پہا ہے جو مسو میری آنکھوں سے پچھے تھے ثمان سیری ہے ب

’انسوؤں کا موتی سمجھ کر چپن لپ۔ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہدایت کی پڑی قدر ہے۔‘

عدمہذاقبال کا ایک اور شعبہ جس کی تصدیق کرتا ہے

تو بچا پی کے لئے رٹلا سے قراچینے دیا

جو شکستہ موت ۶۶ مرتبے سے لگاؤ، تپید سزا میں

یہود، مسیحی اور جواں کے ہاں بھی یہی حال ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بات کی وجہ سے مام نہیں ہوتے۔ یہ تو بددعا ہی ہے جو نام سونگنے سے۔ سلامت کا امر الہی یعنی میتھ رکنھی کبھی سوچنا نہ آ رہا میر کوئی ماتحت میری فرمان میں نہ ہوگا اس سے پہلوک ہوتا ہے اور میں اللہ کی خاطر مانی مسلسل کر رہا ہوں، یا میں اس کے مذاپ کا مستحق نہیں ہوں کیا اگر آدمی تھوڑی دیر لیئے اس سے غور نہ تو جان تلکے لگتی ہے۔ پھر اس اندر ہم سوچنا چاہئے کہ اللہ کے مجھ پر کتنے احسانات ہیں میں تو کوئی بیڑی نہیں تھا اس نے مجھے بود بخش اس کے بعد مجھے بے حد حسالتیں مدحیتیں برکتیں دیں تاکہ جس انسان ہوں و محبوب تقادر میں اس نظر میں مسلسل گر رہا ہوں، ایسے مرتبے میں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ قیامت کے دن حشر کے واقعہ پر ایک مخلوق ہوگی جس میں اللہ کا دیدار اس باوصال نصیب ہو گا۔ دلویک اللہ تعالیٰ کے قرب میں ہوں گے اور میں کہیں آپ گناہوں کی وجہ سے ان لوگوں میں سے نہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دیکھیں گے ہی نہیں اور ان سے اپنا منہ پھیریں گے۔ مرتبے میں آدمی آخر تھوڑی دیر میتھ ریہہ چلے بیت بدل جاتی ہے۔ میں یہ بتاؤ تھوڑی دیر لیئے کر کے دیکھا تو محسوس ہوا کہ آدمی وہ نہیں رہتا کہ چوتھا۔

۲۔ قرآن میں اوائلی

دوسری شرط یہ ہے کہ جو فرض فرض ہو گا وہ تقیہ کا نام نہ لے گا ورنہ اس کے لئے فرض نہیں

کی ادائیگی کریں۔ زندگی ساری زرخیز رہی، ہم پر فریضہ تھا، قامت دیں، کاتیلج کا قرآن کو پڑھنے کا اس کو سمجھنے کا اس پر عمل کرے گا، اس کو پھیلے گا۔ ساری زندگی گنوا، ایسی کام نہیں رہا۔
وہ انھیں جو اللہ کی طرف سے عہد تھے ان کو انہوں نے کی خوشحال کریں۔

۴۔ حقوق کی واپسی۔

تیسری شرط یہ ہے کہ اگر کسی مظلوم کا حال وار ہوا ہے، انہی کے چبے کھائے ہوئے ہیں، انہی کی جاہد و سبب ہوئی ہے اس کو فوراً دیا جائے۔ مظلوم اگر اب سوچ رہا ہے یہ ہم سے کہیں دو روئے غائب ہو گیا ہے تو پھر اس کے لئے پیچھے نہ منتظر رہیں۔

۴۔ مظلوم سے معاف۔

چوتھی شریعہ سے کوئی کہ گالی ہی کسی کو تھیلے پہنچانی ہو دل دھبہ تو اس سے معاف
 مانگیں۔ وہ اگر نہیں ملتا تو چھوڑ اس کیسے مانتا میں اس کا اہدا ہے اس کیسے معاف مانگیں اہدا ہی
 طرف سے اس کا پھانسا ہے۔

— 10 —

پانچویں شرط یہ ہے۔ اطلاع کے ساتھ یہ مہم نہ ہو۔ بلکہ آئندہ رہے گی میں مٹاؤ
اور مٹاؤ مٹاؤ نہیں کروں گا۔ اور اس مہم کو تو فتنہ بھی لگائی ہے، مٹاؤ۔

— ۱۲۸ —

تو اپنی پچھلی شہ یہ ہے۔ جس طرح ہے آپ شمس کو نافرمانی کا مرد چکھتا ہے
 مزے تو تھے رہے اب اس کو اطاعت کی کچھ بھی چکھا میں۔ اب اس کی جاس کو اطاعت
 میں خدا ہیں زندگی کے چند عجیبے ہیں۔ اس کو اللہ کی رو میں کہا ہیں۔ اس میں پوری

حس کی بازی لگادیں۔

یہ تپوٹا ط ہیں۔ یہ چھوٹیں اُڑھاری تو میں شامل ہیں تو ہاری تو یہ صدق سے
دور ہا ہاری تو چھوٹے کوں کی تو ہے۔

(۵) مزید و اہم شرائط

تو سن ۱۰ اہم شرط درمکی میں۔ ایک یہ رات کو ٹانہ میں چاہے اس میں حدی
کرنی چاہے۔ قرآن مجید میں ہے اللہ کے دے تو چاہوں کر یہاں درمکان کر دینا صرف
اس کوں کیسے سے حوناہلی میں مآذرتے رہے ورمہا کرنے کے اور بعد تو پرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دیتے ہیں۔ و خوب چاہے اس سے۔ اس کوں کی کوئی تو نہیں
ہے جو رتہ کی ہر مہا رتے رہتے ہیں اور جب موت آتی ہے تو کہتے ہیں۔ میں تو نہ کر رہا
ہوں یہی ہے۔ ”(النساء ۱۸۱)

ایسی تو بہ فرعون نے بھی کی تھی جب غرق ہونے کا وقت ہوا تو اُٹھا کہ میں اس پر
ایسا لیا کہ اس وقت کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر ہی اسرئیل ایمان لائے اور میں
مسلمانوں میں سے ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اب تمہیں ہوش ملنی ہے۔ تو پرتے کی؟
اس سے پہلے مہرے والوں میں سے تھا۔ (یونس ۹۱۹)

حدیث شریف میں آتا ہے ”اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تو بہ اس وقت تک قبول
فرماتے ہیں جب تک جان حلقہ میں نہ آجائے۔“

جب تک موت کے آثار نمودار نہ ہو جائیں اس وقت تک نہ پائل فرماتے ہیں اور
جب جان غمرے میں آجائے اور موت آتی پہنچے تو سمجھئے کہ زندگی کی مہرہ سے نکل گئے اس
وقت نامہ حساب بند ہو چکا ہوتا ہے۔ اس معاملے میں جلدی کرنی چاہیے حدیث شریف

میں آتا ہے۔ ”وہ چیزوں میں جلدی کرو ایک تو نمبر کے قلعہ ہوئے سے پہلے اس کو ادا کرے میں جلدی کرو اور دوسرے نمبر کے آگے سے پہلے تو نمبر کے میں جلدی کرو۔“ نمبر کا وقت تو نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ”دھ گھنٹہ یا ایک گھنٹہ باقی ہے لیکن موب کا وقت بولنا جائز نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک مینٹہ کے اندر چائے۔ چٹا چ مطلب یہ ہوا کہ ایک مینٹہ ضائع کرے بغیر تو پڑے۔“

(۶) اس کا کس اس کو دھوکہ دیتا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ اس کو مہبت ملتی رہے۔ اس کی مثال یوں ہے جیسے کسی شخص کو پالاکا ہو یا پالا اکھا بنا ہو اور وہ کہے کہ میں اگلے سال اس کو اکھا ڈوں گا۔ اگلے سال تک جڑیں اور بھی گہری ہو جائیں گی۔ جتنی مہبت دیتے جتنے جائیں گے اس کو اکھا ڈنا اتنا ہی مشکل ہو جائے گا۔ پودے کو اب سائی کے ساتھ ہاتھ کے ایک ہی جھکے سے اکھا ڈ کر پھینک سکتے ہیں لیکن جب وہ تیار و درخت بن جائے تو اس کو اکھا ڈنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ یہی بات انسان کے ساتھ بھی ہے۔ جو جو سادہ جڑی انسان شخصیت میں گہری جوتی چلی جائیں گی تو بننا عمل مشکل ہو جاتا ہے گا۔ اس سمجھتا ہے کہ ایک مرحبہ اتنا گناہ کر جاتا ہے جسے نہ۔ یعنی ایک دفعہ پیار کی چیز ہوئی ہے وہ اٹری و وجہ تک ہوئے بعد میں نہ کرنا ہو گا۔ پہلے تپ دق کا پیدا ہو جاتا ہے گا پھر دوسرا ”وجہ“ پھر تپ دق۔ پھر کرہ جیادہ ہو تو تو بدن ایک نام نہاد یہ ہے کہ اس میں جلدی کرنے کا پتہ اس میں نہیں تو مہبت نہیں دینی چاہیے۔ اس میں خنڈ ہے کہ آج آپ نے سوچا نہ تو بد رفتاری کے کل رکھوں گا پر سو کر لوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ کل اور پرسوں جب آئے تو یہ سوچ بھی آپ کی تم ہو جائے۔ یہ یہ کل اور پرسوں آئے ہی نہ۔

توبہ کی اصل نیت :

»سری اہم شرط توبہ کی نیت کے بارے میں ہے۔ ادیب کہ انسان توبہ اس لئے کرے کہ وہ اللہ کی مافرمائی سے توبہ کر رہا ہے کیونکہ گناہ اللہ کی مافرمائی ہے۔ کسی نے شراب اس لئے چھوڑ دی کہ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ اگر شراب نہیں چھوڑو گتھو جگر خراب ہو جائے گا صحت بد یاد ہو جائے گی۔ یہ توبہ نہیں ہے۔ بدنامی کے ڈر سے گناہ چھوڑ دینا توبہ نہیں ہے۔ صرف اس لئے گناہ چھوڑ دینا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ختم ہو جائے گی۔ یہ توبہ ہے۔ اس کو کہتے ہیں توبہ میں اخلاص۔

توبہ کی تربیت :

- ۱۔ امام غزالی توبہ کی تربیت مقرر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان باتوں سے سب سے پہلے توبہ کرنی چاہیے: سب سے پہلے کفر اور شرک سے توبہ کرنی چاہیے۔
- ۲۔ سنے سنے ایمان سے توبہ کرنی چاہیے۔ سوچو سمجھو ایمان لائے کے قابل باتیں ہیں تو ایمان لاؤ ورنہ کہاں کا ایمان؟ ہماری کیفیت یہ ہے کہ ہم اس لئے مسلمان ہیں کہ اپنے اور گردنوکوں کو مسلمان کہلاتے ہوئے سنا اور دیکھا ہے اور خود مانع سے کام نہیں لیا۔ یہ کچا پکا اور روحانی ایمان ہے۔ اس کے پکے پکے اور روحانی ایمان سے توبہ کرنی چاہیے۔
- ۳۔ ظاہری گناہوں سے توبہ خواہ کبیرہ ہوں یا صغیرہ۔
- ۴۔ ظاہری گناہوں کے ساتھ ساتھ باطنی گناہوں سے بھی توبہ کریں۔ مثلاً حسد، کینہ، بغض، وغیرہ۔ ہم لوگ اندر ہی اندر آگ لئے بیٹھے ہیں باہر کسی کو معلوم ہی نہیں۔
- ۵۔ گالی نہیں دی لیکن اندر سے دل چاہ رہا ہے کہ قتل ہی کر دوں۔ سب باطنی گناہ ہیں۔
- ۵۔ توہمات سے توبہ کریں یعنی یوں خیالی پلاؤ پکاتے رہنا کہ یہ کروں گا وہ کروں گا۔

اس کو حدیث کی زبان میں ”مطلول امل“ کہتے ہیں یعنی لمبی لمبی امیدیں باندھ لیما۔

تو یہ کسے سلسلے میں ایک اہم بات یہ ہے کہ وہ گناہ جو اعلانِیہ کئے ہیں ان کی اعلانِیہ تو بہ کریں جو چھپ کر کر چکے ہیں ان کی چھپ کر تو بہ کریں۔ جو گناہ چھپ کر کر چکے ہیں ان کی اعلانِیہ تو بہ نہیں کرنی چاہئے۔ جب یہ سب کچھ کر لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت جوش میں آجاتی ہے۔ یہ جو باتیں میں نے بیان کی ہیں جس تو بہ کے اندر موجود ہوں اسے قویہ تصور کہتے ہیں۔ یعنی پکی اور پختی تو بہ۔ اسی تو بہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اس کی شان کری جوش میں آتی ہے۔

دعائے مغفرت

گلگھڑ کے بزرگ بھائی حاجی محمد احمد

ملتان سے خالد محمود بخاری کی ممانی

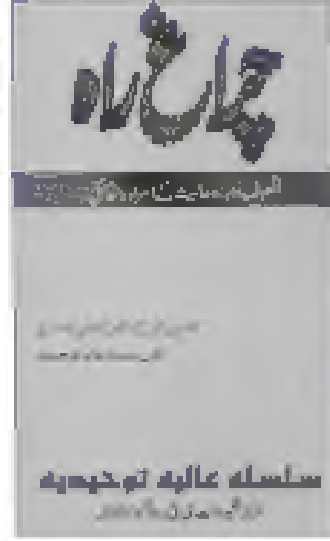
ملتان سے حاجی محمد رفیق کے بڑے بھائی محمد حنیف

بقضاءِ الہی وفات پا گئے ہیں (إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُونَ)

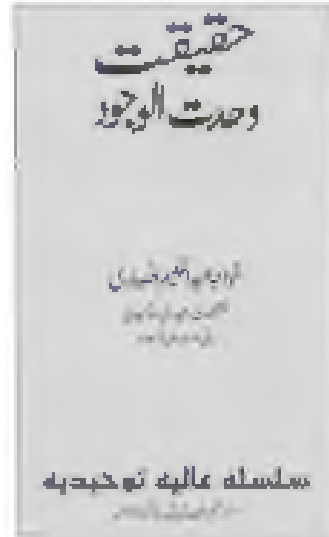
مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا فرمائیں۔

بانی سلسلہ عالیہ توحید یہ خواجہ عبدالکیم انصاریؒ کی شہرہ آفاق تصانیف

کتاب ہذا بانی سلسلہ خواجہ عبدالکیم انصاریؒ کے خطبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے انہیں درج ذیل خصوصی مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ سلوک و تصوف میں ذاتی تجربات، مرشد کی تلاش کے دس سالہ دور کا حال۔ ذوال امت میں امراء، علماء، صوفیاء کا کردار۔ علماء اور صوفیاء کے طریق اصلاح کا فرق۔ تصوف، فتنہ اور بیدار کے اثرات اور تصوف کے انسانی زندگی پر اثرات۔ سلسلہ عالیہ توحید یہ کے قیام سے فقیری کی راہ کیونکر آسان ہوئی۔



وحدت الوجود کے موضوع پر یہ مختصر کتاب نہایت ہی اہم دستاویز ہے۔ مصنفؒ نے وحدت الوجود کی کیفیت اور روحانی مشاہدات کو عام فہم دلائل کی روشنی میں آسان زبان میں بیان کر دیا ہے۔ آپ نے جن دیگر موضوعات پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں: حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ وحدت المشہود، انسان کی بقاء اور ترقی کیلئے دین کی اہمیت اور ناگزیریت، بنیادی سوال جس نے نظریہ وحدت الوجود کو جنم دیا اور روحانی سلوک کے دوران بزرگان عظام کو ہوجانے والی فلاح فرمایا۔



سلسلہ توحید یہ کی مطبوعات

قریبی اور ادنیٰ میں مسلمانوں کی یہ شکل ترقی ہو رہی ہے اور جو دور میں خدا وال
 اور مخلوق کی وجوہات سے اسلامی اصول کیا ہے اس کو ملے کر کرنا کا عملی
 طریقہ مسلمانوں کا حاصل اور مسلمانوں کے اور دین کی حکم کسی طرح
 پیدا ہوا ہے؟ عالم روحانی کی تشریح، جنت اور نارگ کا مکمل تصور اور دین
 کے حقیقت کی خود انسانی روح کی حقیقت کیا ہے؟ روح کا کیا میں
 آج ہو رہا ہے؟ کافر اسلامی عقائد، معاملات اور اخلاق و آداب
 کے سرور و حوالہ اور اسلامی اخلاق، امت مسلمہ کے لئے اپنے کھولنے
 کے مقام کے حصول کیلئے جامعہ اسلامیہ۔



یہ کتاب سلسلہ عالیہ قرطبیہ کا آئینہ ہے۔ اس میں طے کی تعلیم اور
عملی سلوک کے طریقے تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جو
لوگ سلسلہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں انہیں یہ کتاب ضرور پڑھنی
چاہئے۔ حضرت خواجہ محمد اشرفی نے تصوف کی جہت میں عملی
مرتبہ تھری کا مکمل نصاب اس چھوٹی سی کتاب میں علم بردار کیا ہے۔
اس میں وہ تمام امور اور مذاکار اور اعلیٰ و اذنیال تفصیل کے ساتھ تحریر
کئے گئے ہیں جس پر عمل کر کے ایک مالک اللہ تعالیٰ کی محبت،
خسروئی القادہ و معرات حاصل کر سکتا ہے۔



Reg: CPL - 01
Website www.tauheediyah.com